هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃالمبارک ٩/اپریل ١٩٩٩ء شمارہ ١٥
٢٢/ذوالحجہ ١٤١٩ہجری ☆ ٩/شہادت ١٣٧٨ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوۃ والسلام﴾

اب خدا روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسّط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا- بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی-

تم صبر سے دیکھتے رہو اور دعا میں لگے رہو

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے- اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے- صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا- سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ اِن خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں- دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں- زمین پر صلح پھیلادیں کہ اِس سے اُن کا دین پھیلے گا اور اِس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا- کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ رُوحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا- بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کُھل جائیں گی- تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں- سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے- اور دعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ"- (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد- روحانی خزائن جلد نمبر ١٧- مطبوعہ لندن- صفحہ ١٥)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٢٠/مارچ ١٩٩٩ء :

آج حضور انور کے ساتھ بچوں کی کلاس کا پروگرام جو آج ہی ریکارڈ کیا گیا تھا براڈکاسٹ کیا گیا- پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو سورۃ ابراہیم کی آیات ٢٩ تا ٣٢ سے کی گئیں- ترجمہ کے بعد نظم پڑھی گئی :

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح...... خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

نظم کے بعد "پہلی بیعت" کے موضوع پر تقریر ہوئی- ایک نظم انگلش میں پڑھی گئی جس کے بعد "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اللہ اور آنحضرت ﷺ سے محبت" کے موضوع پر تقریر ہوئی- آخر میں کُشتی کا مقابلہ چار ٹیموں کے درمیان ہوا جو بہت دلچسپ رہا-

اتوار، ٢١/مارچ ١٩٩٩ء :

آج انگریزی بولنے والے احباب کی حضرت امیرالمومنین کے ساتھ ٢٧/اگست ١٩٩٥ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا- مختصر کارروائی پیش ہے-

☆ دوسرے مذاہب کے لیڈرز کے ساتھ ان کے عقائد پر حملہ کئے بغیر اور Blasphemy کے بارے میں کیسے بحث کی جاسکتی ہے؟

قرآن مجید Blasphemy کو بالکل رڈ فرماتا ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں اور نہ ہی خدا یہ اجازت دیتا ہے کہ انسان قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر کسی کو مذہب بدلنے پر سزا دے- ہر ایک شخص کو یہ حق ہے کہ وہ جو چاہے عقیدہ اختیار کرے اور اختلاف رائے کے اظہار کا حق بھی ہر ایک کو حاصل ہے لیکن دوسروں کے لیڈرز اور عقائد پر حملہ کر کے گالی گلوچ سے پُر زبان اختیار کرنا بالکل نامناسب اور غیر مہذبانہ فعل ہے- قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا-

☆ مغربی سوسائٹی اور میڈیا میں آج کل ہم جنس پرستی کا بہت چرچا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے تو کہتے ہیں کہ یہ انسانی بنیادی حقوق کی پامالی ہے-

حضور انور نے فرمایا کہ دراصل لوگ اس کے ٹھیک ہونے کا کوئی جواز نہیں دیتے- ان کا خیال یہ ہے کہ اگر موجودہ

باقی صفحہ نمبر ٢ پر ملاحظہ فرمائیں

ہماری فتح دلوں کی فتح ہے- اللہ تمام دنیا کے احمدیوں کو فاتح بنا رہا ہے-

میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی سال میں جماعت میں ایک کروڑ احمدی شامل ہوچکے ہوں گے-

اگر تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں تو لازماً یقین کر لو کہ خدا تمہارے دلوں میں اتر رہا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٢٦/مارچ ١٩٩٩ء)

لندن (٢٦/مارچ) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا- تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ١٦ (انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ...... الخ) کی تلاوت کی اور پھر اس کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ سچے اور کامل مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اور پھر اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد کبھی شک میں مبتلا نہیں ہوئے اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ جہاد کیا- کیونکہ جب بھی کوئی شک میں مبتلا ہوا وہ جہاد کر ہی نہیں سکتا- حضور نے فرمایا کہ پس تمام جماعت کو اس آیت کے حوالہ سے یہی پیغام ہے کہ سچوں میں شامل ہو جاؤ-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے دنیا کے سارے معاملات سنورنے کا اس سے بھی تعلق ہے اور

دعا سے بھی ہے- ایک انسان جو جہاد میں مصروف ہو جاتا ہے وہ بظاہر دعا نہیں بھی کرتا تو آنحضرت ﷺ بشارت دیتے ہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے اس کے کاموں کے ذمہ دار ہو جاتے ہیں-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آجکل آپ رجسٹر روایات کا مطالعہ فرما رہے ہیں- ان میں بہت ہی ایمان افروز واقعات ہیں- حضور نے فرمایا کہ آپ کا ارادہ ہے کہ سارے رجسٹر پڑھنے کے بعد پھر ان بزرگوں کے واقعات کو خاندان وار تقسیم کر کے ان خاندانوں کے جو بڑے اس وقت موجود ہیں ان سے رابطہ کر کے انہیں مطلع کیا جائے گا کہ آپ کے آباء و اجداد ایسے تھے اور آج جو پھل تم کھا رہے ہو یہ انہی کی قربانیوں کا پھل ہے- پھر وہ لوگ اپنے خاندان کے سب افراد کو ان باتوں سے آگاہ کر کے وہ نیک ذکر پھیلائیں گے-

حضور ایدہ اللہ نے ضمناً فرمایا کہ ضروری نہیں کہ خطبہ ایک گھنٹے ہی کا ہو- ضروری یہ ہے کہ تکلف نہ ہو- اگر مضمون لمبا ہے تو اسے پھیلایا بھی جا سکتا ہے اور اگر مضمون تھوڑا ہے تو اس تھوڑے کو ہی کافی سمجھنا چاہئے-

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کریمہ کے تعلق میں احادیث نبویہ بھی پیش فرمائیں- ایک حدیث میں ہے کہ ایک بدوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کون شخص سب سے بہتر ہے- آپؐ نے فرمایا وہ جو اپنے نفس کے ذریعہ اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کرتا ہے- اور وہ شخص جو کسی وادی میں مقیم ہو کر اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھتا ہے- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بنی نوع انسان کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے- وہ لوگ جو باہر نہیں نکل سکتے وہ عبادت میں مصروف رہیں اور یہ خیال رکھیں کہ گھر میں آنے والوں کو اپنے شرّ سے بچائیں-

اسی طرح ایک حدیث نبوی ہے کہ مومنوں کی دنیا میں تین قسمیں ہیں- ایک وہ جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی قسم کے شک میں مبتلا نہیں ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے اموال و نفوس سے جہاد کیا- دوسرے وہ جن کو لوگ اپنے اموال و نفوس کا امین بناتے ہیں اور تیسرے وہ کہ اگر کوئی لالچ اُن کی راہ میں آئے تو وہ خدا کی خاطر اس کو چھوڑ دیتے ہیں- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں دیانتداری کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے- انسان لالچ اور طمع سے آزمایا جاتا ہے- جب ایسا شخص ابتلا میں ہو اور اللہ کی خاطر اس رزق کو ترک کر دے تو وہ سچا ہے اور وہ اللہ سے اس کی جزا پائے گا-

اسی طرح ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مشرکوں سے اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کریں- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مشرکوں کو ڈھونڈنے کیلئے پاکستان سے ہندوستان جانے کی ضرورت نہیں- پاکستان کی گلی گلی میں شرک ہو رہا ہے- پس اپنے ارد گرد شرک کے خلاف جہاد کریں- ہر قسم کے ظاہر و باطنی شرک کے خلاف-

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے- حضور علیہ السلام کی ہدایت ہے کہ جماعت کو ایسے بھائیوں کے لئے دعا کرنی چاہئے جو دنیا کے کاموں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ظلمانی حالت میں وقت گزارتے ہیں- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ساری جماعت اپنے ایسے بھائیوں کے لئے دعا کرتی رہے اور اس سے غافل نہ رہے- اگر وہ ان کے لئے دعا کریں گے تو مجھے کامل امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور ان کے دوستوں کو وہی فیض پہنچائے گا جو وہ اپنے بھائیوں کے لئے چاہتے ہیں- یہ بہترین نسخہ غفلت کے دور کرنے کا ہے- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اپنی دعاؤں کی مقبولیت کی پہچان اپنی ذات میں تلاش کرو- اگر تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں تو لازماً یقین کر لو کہ خدا تمہارے دلوں میں اتر رہا ہے-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مولوی جو فاتح ربوہ بنا پھرتا ہے، وہ ایک دل بھی جیت نہیں سکا بلکہ ہر دل کی لعنت اس پر پڑتی ہے- حضور نے فرمایا کہ فتح تو وہ ہے جو دلوں کی فتح ہوا کرتی ہے- اللہ تمام دنیا کے احمدیوں کو فاتح بنا رہا ہے- کوئی ملک ایسا نہیں جہاں فتوحات پہلے سے بڑھ کر نہیں ہو رہیں- ہم دنیا پر کسی ہتھیار سے، کسی جبری قانون سے غالب نہیں آ رہے بلکہ ہر جگہ ہماری دعائیں مدد کر رہی ہیں- ہماری فتح دلوں کی فتح ہے- ہر جگہ جبر ہمارا مخالف ہے اور ہر جبر کو توڑتے ہوئے احمدیت خدا کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے- حضور نے فرمایا کہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی سال میں جماعت میں ایک کروڑ احمدی شامل ہو چکے ہوں گے-

---

بقیہ:- مختصرات از صفحہ اول

سوسائٹی میں زنا جیسی مذموم حرکت پر پبلک میں جلوس نہیں نکالے جاتے تو پھر ان لوگوں کے خلاف کیوں نکالے جائیں- انہیں بھی جدھر جاتے ہیں جانے دیں اور آخرکار یہ قدرت کی طرف سے سزا پا رہے ہیں اور ابھی اور بہت سے مصائب کا سامنا کرنا ان کے مقدر میں ہے-

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خوبصورت الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پہلے تو مبلغین کو مختلف ممالک میں بھجوانے سے پورا ہوا اور اب ایم-ٹی-اے کے ذریعہ سے حیرت ناک طریق پر پورا ہو رہا ہے تو کیا اس پیشگوئی کی انتہاء ایم-ٹی-اے ہے یا کچھ اور بھی آئے گا؟

حضور نے ابتدائی تعارفی حالت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایم-ٹی-اے کے ذریعے یہ پیشگوئی ایک ابدی حقیقت ہو گئی ہے اور اس دھرتی کی ہر انچ اس پیغام کو چوبیس گھنٹے موصول کر رہی ہے- یہ نئی اُفقیں جو ابھر رہی ہیں لامحدود ہیں- انشاء اللہ اور باتیں ضرور ظاہر ہوں گی-

اس مجلس میں درج ذیل عام نوعیت کے سوالات بھی کئے گئے جن کے عمومی جواب دیئے جا چکے ہیں

☆ کیا عورت کو کام کرنا چاہئے یا صرف گھر میں ہی رہنا چاہئے؟

☆ ایک بوسنین خاتون نے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ احمدی تفریق پیدا کرتے ہیں حالانکہ اسلام میں اتحاد کی تعلیم ہے لیکن ہم جب احمدی ہو کر بوسنیا واپس جائیں گے تو پھر لوگ کہیں گے کہ اب تم کسی اور جماعت کے ہو گئے ہو-

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھنا یہ ہے کہ اتحاد صداقت کے لئے ہے یا نہیں- اس لئے احمدیت سے پہلے کے بوسنیا کے زمانے کو دیکھیں- پہلے آپ متحد صرف تاریکی پر تھے لیکن جب روشنی میسر آئی تو اسے قبول کرنا اچھے اتحاد کا باعث ہو گا-

☆ انسانیت کا مستقبل کیا ہے؟

☆ ایک پادری نے کہا ہے کہ لوگ چرچ میں اس طرح آتے ہیں جیسے کسی دندان ساز کی لیبارٹری میں جاتے ہیں-

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ صرف بیمار لوگ چرچ جاتے ہیں- جب آتے ہیں تو بیمار اور جب نکلتے ہیں تو تب بھی بیمار ہوتے ہیں- اس سے قبل چرچ جانا فیشن اور دکھاوا بن گیا تھا اور اب وہ لوگ جو سخت اضطراب کی حالت میں ہوتے ہیں وہی چرچ کا رُخ کرتے ہیں-

سوموار، ۲۲/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس کا سبق نمبر ۱۷ جو ۲۳/مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوا تھا دوبارہ نشر کیا گیا-

منگل، ۲۳/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ۱۴/جولائی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات دوبارہ نشر کی گئی- چند اہم سوالات مختصر جوابات کے ساتھ پیش قارئین ہیں :

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ میں علم الاعداد سے بھی استفادہ کیا- بعض متقدمین سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے- قرآن اور حدیث اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا یہ سلسلہ یہود سے چلا آ رہا ہے، اسلام سے نہیں- یہود تو آج تک بھی اصرار کے ساتھ بائبل سے اعداد کے ذریعے کچھ نہ کچھ نکالتے رہتے ہیں- اس لئے احتیاط سے چلنا چاہئے کیونکہ اعداد کو ڈھال کر مختلف اطراف میں لے جایا جا سکتا ہے اس لئے احتیاط لازم ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے علم الاعداد کو چھپا کر پیش کیا ہے- مثلاً ایک یہودی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے حروف مقطعات کے اعداد پر حصر کرتے ہوئے اسلام کے زمانے کی تعیین کرنی چاہی تو آنحضرت ﷺ نے اُس کے جوابات کو ردّ نہیں فرمایا-

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی حضور انور نے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمائے :

☆ قرآن مجید میں حکومت کے فرائض میں چار چیزیں شامل ہیں : روٹی، کپڑا، مکان اور پانی- لیکن اکثر حکومتیں صاف پانی مہیا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتیں-

☆ موجودہ اقوام متحدہ ناکام ہو چکی ہے-

☆ موجودہ زمانے میں ترقی کا انحصار معاشی خوشحالی پر ہے- قرآن اور اسلام کی روشنی میں ان وسائل کو کس حد تک بڑھائیں؟

☆ دآبۃ الارض کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور طاعون اور ایڈز کے پھیلنے کے بارے میں تفصیلات کا بھی حضور انور نے ذکر فرمایا-

بدھ، ۲۴/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج اردو بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی اُس ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو پہلی بار ۲۱/جولائی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا تھا- مختصر کارروائی درج ذیل ہے :

☆ مذہب کی جامع تعریف کیا ہے؟ کیا سکھ ازم کو مذہب کہا جا سکتا ہے؟-

حضور انور نے فرمایا کہ مذہب مسلک کا نام ہے- سکھ ازم کوئی الٰہی مذہب نہ تھا- حضرت بابا نانک ایک صوفی صفت درویش انسان تھے جو ایک خدا کو مانتے تھے اور قرآن کی صداقت پر ایمان رکھتے تھے- آپ کی وفات پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی اُن کی مسلمانوں کی طرح تدفین ہونے کے انتظامات ثابت کرتے ہیں کہ آپ مسلمان تھے- حضور انور نے اس پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی-

☆ کمیونزم تو اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے- کیا Capitalism کا بھی یہی انجام ہو گا؟

☆ کیا ہمیں اخروی زندگی میں اس دنیا کی باتیں اور تعلقات وغیرہ یاد ہوں گے؟

حضور انور نے فرمایا ضرور یاد ہوں گے وبصرك اليوم حديد کے مطابق تو پہلے سے بھی زیادہ یاد ہوں گے- یہاں تو انسان ضمیر کے داغوں کو مٹاتا اور دفناتا چلا جاتا ہے اور اپنے بارے میں صاف تصور کو یاد رکھتا ہے لیکن جب طبیعت استغفار کی طرف مائل ہو اور گناہ یاد آنے لگیں تو حقیقی استغفار کی طرف توجہ کرتا ہے- اس لئے اگر اس امید پر جی رہے ہو کہ سب کچھ بھول جائے گا تو اس میں کوئی سچائی نہیں ہے-

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کا عقیدہ فیضان ختم نبوت اور سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا حیرت انگیز اعتراف حق

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (ولادت ۱۸۳۳ء وفات ۱۸۸۰ء) کے پوتے تھے۔ دیوبندی حلقوں میں انہیں "حکیم الاسلام" کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے ان کا ایک مجموعہ تقاریر "خطبات طیب" کے نام سے شائع کیا ہے۔ کتاب کے دیباچہ میں ان کے کلام کو پانچ مرتبہ "الہامات" سے موسوم کیا گیاہے۔ ذیل میں اس مجموعہ تقاریر کے چند اقتباسات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں جن سے جماعت احمدیہ کے نظریہ فیضان ختم نبوت کی تائید ہوتی ہے۔

آنحضرتؐ کمالات نبوت کے خاتم بھی ہیں اور فاتح بھی

جناب قاری صاحب نے تحریر فرمایا:

"سیرت کے ایک معنی ہیں کہ حضورؐ کے فضائل، مناقب، بزرگیاں، کمالات اور خصوصیات بیان کئے جاویں تاکہ ایمانوں میں تازگی پیدا ہو اور امت کو تسلی ہو کہ اللہ نے ہمیں ایسا پیغمبر عطا فرمایا کہ جو دنیا میں بے مثل ہے اور انبیاء میں بھی ان کی نظیر نہیں۔ وہ افضل الانبیاء ہیں۔ سیدالمرسلین ہیں۔ اس لئے ختم نبوت کا لفظ کافی ہے۔ آپؐ فقط نبی ہی نہیں ہیں بلکہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو خاتم کے لفظ میں سارے فضائل چھپے ہوئے ہیں اس لئے کہ خاتم اس کو کہتے ہیں جو منتہٰی ہو سارے کمالات کا کہ اگلے پچھلے جتنے بھی کمالات ہیں نبوت کے سب ایک ذات میں لاکر جمع کر دیئے گئے ہیں اور انتہاء ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کمالات نبوت علمی ہوں یا عملی اپنے انتہائی عروج کے ساتھ آپ کی ذات مقدس میں جمع کر دیئے گئے..........

اور پھر یہی نہیں کہ آپ صرف امت کے نبی ہوں بلکہ آپ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے آپ نے ایک حدیث میں بھی فرمایا اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ کہ میں فقط امتوں کا ہی نبی نہیں ہوں بلکہ نبیوں کا بھی نبی ہوں کیونکہ قرآن کریم میں انبیاء سے بھی آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہے۔ فرمایا﴿وَاِذْاَخَذَ اللّٰہ مِیْثَاقَ النبیّینَ لَما اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ و حِکْمَۃٍ ثُم جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ۔قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی قَالُوااَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشَّاھِدِیْنَ﴾ ۔ تمام انبیاء سے عالم ازل میں حق تعالیٰ نے عہد لیا کہ جب میں رسول آخرالزمان کو دنیا میں بھیجوں اس وقت اگر تم خود موجود ہو تو تم ان پر ایمان لاؤ ورنہ تم اپنی امتوں کو ہدایت کرو کہ وہ ایمان لائیں۔ اور اب ایمان لاؤ تو سارے انبیاء نے ایمان قبول کیا اور ایمان لانے کا جسے مکلّف کیا جائے وہی امتی ہوتا ہے تو جب نبیوں پر بھی فرض کیا گیا کہ وہ ایمان لاویں گے تو گویا آپ پر ایمان لانا بحیثیت امت کے ہوا، اسی لئے آپؐ نے فرمایا اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ میں نبیوں کا بھی نبی ہوں۔ یہ خاتم کے معنی ہیں جو خاتم النبیین میں ہے۔ یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں۔ اور یہ ایک اصول کی بات ہے کہ جو وصف کسی چیز پر ختم ہوتا ہے وہیں سے شروع بھی ہوتا ہے۔ اگر وہاں ختم نہ ہو تو شروع بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ جیسے بجلی کے قمقمے پورے شہر میں روشن ہیں یہ سب ختم کہاں ہوتے ہیں؟ پاور ہاؤس پر جا کر ختم ہوتے ہیں، تو پاور ہاؤس کو ہی خاتم البرق کہیں گے کہ اس پر ساری بجلیوں کی انتہاء ہے یعنی وہ بجلیوں کا منتہا ہے مگر وہ مبداء بھی تو ہے وہاں اگر بجلیاں نہ ہوں تو قمقموں میں کہاں سے آئیں گی۔ تو جہاں ختم ہوتی ہے چیز وہیں سے شروع بھی ہوتی ہے۔ تو پاور ہاؤس پر اگر اختتام ہے بجلیوں کا تو وہیں سے افتتاح بھی ہے۔ لاکھوں نل آپ کے گھروں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں پانی آرہا ہے۔ ان سب پانیوں کی انتہاء واٹرورکس پر ہوتی ہے، سارے پانی وہیں جا کر ختم ہو جاتے ہیں تو وہ خاتم المیاہ کہلائے گا اور وہی فاتح المیاہ بھی کہلائے گا کیونکہ وہیں سے پانی شروع بھی ہوتا ہے۔ اگر وہاں پانی نہ ہو تو نلوں میں کہاں سے آئے گا اور کیسے آئے گا جیسے آپ یوں کہیں کہ آدم علیہ السلام سب کے باپ ہیں اور وہ خاتم الآباء ہیں یعنی باپ ہونا ان پر ختم ہے ان سے آگے کوئی باپ ہی نہیں۔ وہی آخری باپ ہیں۔ اسلئے وہ خاتم الآباء ہیں تو فاتح الآباء بھی تو وہی ہیں۔ وہ اگر باپ نہ بنتے تو ہم اور آپ کیسے ہوتے، بجلیاں جہاں ختم ہوئیں وہیں سے شروع بھی ہوئیں، پانیوں کی انتہاء جہاں سے ہوئی ابتداء بھی وہیں سے ہوئی۔ آپ یوں کہتے ہیں کہ ہم سب موجود ہیں۔ سب میں وجود ہے اور سب کے وجود کی انتہاء ذات حق پر ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ خاتم الوجود ہیں۔ آگے پھر وجود کا کوئی سلسلہ نہیں ہے تو وہی فاتح الوجود بھی ہیں۔ وہیں سے وجود کا سلسلہ چلا ہے ہم موجود ہیں۔ وہاں وجود نہ ہو تو ہم اور آپ کیسے موجود ہونگے۔ تو جو وصف جس ذات پر ختم ہوتا ہے اسی ذات سے شروع بھی ہوتا ہے۔ تو جب نبوت کے سارے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے ہیں اور آپؐ خاتم الکمالات ہیں تو فاتح الکمالات بھی تو آپؐ ہی ہیں۔ وہاں سے کمالات نہ چلتے تو انبیاء کو کیسے ملتے، اولیاء کو کیسے ملتے تو اسلئے آپؐ فاتح بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں اسی لئے ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا "اَنَا اَولھُم خَلْقًا وَ آخِرُھُم"۔

(صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۲)

امتی نبی اور خاتَم النّبیین کے عکس کامل کے ظہور کی ضرورت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ کے بعد کسی امتی نبی اور آپ کے عکس کامل کی ضرورت ہے یا نہیں۔ سو اس کا جواب جناب قاری محمد طیب صاحب نے درج ذیل الفاظ میں دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر خاتَم النّبیّین کے دور...... میں ہمہ گیر کمالات کا ظہور ایک امر طبعی تھا تو اسی کے دور ...... میں ان کمالات کی اضداد اور ہمہ انواع فسادات کا شیوع بھی ایک امر طبعی تھا اور اس لئے خاتم الدجالین کو بھی جو خاتم فسادات ہے خاتَم النبیّین ہی کے دور...... میں خروج کرنا چاہئے تھا کہ اس کے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کر سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو۔ نیز خاتم کمالات کی پوری پوری عظمت و شان اور روحانی قوت بھی اس وقت تک نہ کھل سکتی تھی جب تک کہ اس کے کمالات کی اضداد یعنی سارے ہی شر و فسادات اپنے پورے کروفر کے ساتھ اپنی آخری شخصیت خاتم الدجالین کے ہاتھ پر ظاہر ہو کر بری طرح شکست نہ کھا جائیں۔

ہاں مگر مقابلہ کی اگر یہ صورت ہوتی کہ دجال اعظم کو حضور کے زمانہ خیر میں ظاہر کر کے شکست دلا دی جاتی تو ظاہر ہے کہ فتح و شکست کا یہ مظاہرہ ناقص رہ جاتا کیونکہ نہ فسادات دجال ہی سب کے سب بتدریج نمایاں ہو سکتے اور نہ کمالات نبوی ہی سب کے سب کھل کر انہیں شکست دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ خیر کے ہر ہر پہلو کی طاقت اور شر کے ہر ہر پہلو کی کمزوری کھلے بغیر ہی مقابلہ ختم ہو جاتا اور دنیا آخرت کے کنارے جا لگتی۔ حالانکہ خاتمیت سے مقصود تکمیل ہوتی ہے اور اسی لئے خاتم کو سب سے آخر میں لایا جاتا ہے مگر اس صورت میں کسی پہلو کی بھی تکمیل نہ ہوتی اور خاتموں کا آنا عبث ہو جاتا۔ اس لئے دجال اعظم کو بھی قیامت تک موقعہ دیا گیا کہ وہ ہر ہر پہلو سے چھپ کر اور کھل کر فساد پھیلائے۔ بواسطہ اور بلا واسطہ اپنی دجالیت سے دنیا میں تلبیس حق بالباطل کا جال پھیلائے تاکہ ایک دفعہ یہ ساری سے شرور اور اپنی سطحی چمک دمک کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور اپنا فروغ دکھلا کر بے وزن قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔ اور ہر ختم نبوت کی طاقت کو بھی قیامت تک باقی رکھ کر موقعہ دیا گیا کہ وہ اپنی مخفی طاقتوں سے دجالی کروفر کے پرخچے اڑاتی رہے۔ اگر یہ دجل و فساد علوم نبوی میں فتنۂ شہوات کھڑا کرے تو صبر و تحمل کے نبوی اخلاق سے اسے پسپا کر دے۔ اگر تمدنی لائن میں فتنے برپا کرے تو سیاستِ نبوت آڑے آکر انہیں ختم کر دے۔ غرض جس رنگ میں بھی دجل و فساد ظاہر ہو اسی رنگ میں کمالاتِ نبوت اس کو دفع کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ فساد کی استعداد کامل ہو کر گویا دجال اعظم کے ظہور کا تقاضا کرنے لگے اور ادھر صلاح و کمال کی قابلیت بھی اپنا دورہ مکمل کر کے اس کی کھلی شکست کی طلبگار ہو جائے تا آنکہ ختم نبوت اس خاتم دجّالین کو شکست دے کر ہمیشہ کے لئے دجل کا خاتمہ کر دے۔

پس جبکہ خروج دجال زمانہ نبوی میں مناسب نہ ٹھہرا بلکہ خاتمہ دنیا پر مناسب ہوا تو پھر اب اس کے مقابلہ کی ایک صورت تو یہ تھی کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو خروج دجال کے وقت قبر مبارک سے تکلیف دی جاتی کہ آپ بنفس نفیس اس کے مفاسد کو مٹائیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت شان اقدس سے فروتر تھی۔ اور آپ اس سے اعزواکرم تھے کہ آپ پر دو موتیں طاری کی جائیں یا ایک دفعہ قبر مبارک سے نکال کر پھر دوبارہ قبر دکھلائی جائے۔

پھر ایک شکل یہ تھی کہ حضور کو خروج دجال تک دنیا ہی میں مقیم رکھا جاتا لیکن اس صورت کا شان اقدس کے لئے نازیبا ہونا پہلی صورت سے بھی زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ اول تو اس صورت میں حضورؐ کی بعثت کا آخری اور اصلی مقصد محض مدافعت دجال ٹھہر جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے دجال کی اہمیت اس قدر بڑھ جاتی کہ گویا اسی کے خوف کی خاطر حضور کو دنیا میں صدیوں ٹھہرایا جا رہا ہے۔ نیز امت کے کمالات بھی اس صورت میں پردۂ اخفا میں رہ جاتے۔ کیونکہ آفتاب نبوت کی موجودگی میں کس ستارہ کی مجال تھی کہ اپنا نور نمایاں کر سکے۔ اس طرح تمام طبقات امت کے جوہر چھپے رہ جاتے۔ اور گویا عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل کا ظہور ہی نہ ہو سکتا۔ اور اس سب کے علاوہ یہ صورت خود اصل موضوع ہی کے خلاف پڑتی۔ یعنی دجال کا خروج ہی ناممکن ہو جاتا جس کے لئے مدافعت کی یہ صورتیں درکار تھیں۔ کیونکہ دجال اور اس کے مفاسد کا زور پکڑنا تو حضور ہی کے زمانہ سے بعد ہو جانے کے سبب سے ہو سکتا تھا۔ اور جبکہ آپ خود ہی قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو اس کے یہ معنی تھے کہ عالم میں کوئی فتنہ ہی نہ پھیلتا کہ قلوب میں شر کی استعداد بڑھے اور خروج دجال کی نوبت آئے۔ پس اس صورت میں خروج دجال ہی ممکن نہیں رہتا چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی کوئی صورت فرض کی جائے۔ بہرحال اس صورت میں نہ امت کے کمالات کھلتے نہ ختم نبوت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی

جس سے یہ واضح ہو سکتا کہ ذات بابرکات خاتم مطلق کی سب سے اکمل روحانیت اور بے انتہاء تکمیل انسانیت جس طرح اگلوں کو فیض روحانیت پہنچا رہی تھی اسی طرح وہ پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گزر گئیں اور امتوں میں ان کا کوئی نقش قدم باقی نہ رہا۔

لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیّین سے ہے مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب، نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرا دیا جانا مصلحت اور ادھر اس ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآنہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیّین کی غیرمعمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیّین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کامقابلہ بعینہ خاتم النبیّین کامقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو۔ محض مرتبۂ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجۂ نبوت کی بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جوفی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ تاکہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔ اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حدتک خاتمیت کی شان رکھتاہو اس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایاجائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبۂ تشریع لئے ہوئے نہ ہو۔ بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے اور خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے"۔(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام" صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۹۔ ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی۔اشاعت مئی ۱۹۸۶ء)

ایک غلطی کی اصلاح
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے قلم سے

بالآخر یہ وضاحت کرنا از بس ضروری ہے کہ جہاں قاری محمد طیب صاحب نے خاتم النبیّین کے عکس کامل اور امتی نبی کے ظہور کو بیان کر کے کھلے لفظوں میں احمدی علم کلام پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے وہاں یہ خوفناک غلطی بھی کی ہے کہ وہ امتی نبی سے مراد اسرائیلی مسیح قرار دیتے ہیں حالانکہ انہیں منصب نبوت آنحضرت ﷺ کے ظہور قدسی سے قبل عطا کیا گیا تھا اور امتی نبی کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر فیض نبی متبوع سے حاصل کرتا ہے۔

دوسرے ان کے دادا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "تحذیر الناس" میں خاتم النبیّین کے معنی ہی نبیوں کے باپ کے لئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مبارک الفاظ کا متن یہ ہے کہ:

"حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیّین شاہد ہے"۔(تحذیر الناس صفحہ ۱۳ ناشر دارالاشاعت کراچی نمبر ۱)

اسی عارفانہ تفسیر کے پیش نظر آگے چل کر ڈنکے کی چوٹ آپ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔(صفحہ ۳۴)

اور اس دعویٰ کی دلیل یہ دی ہے کہ:

"جونبی آپؐ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کاہوگا"۔

(صفحہ ۵۱)

اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

بقیہ: رپورٹ سنگ بنیاد مسجد ناروے

سب سے پہلی اینٹ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ مرکزی نمائندہ نے رکھی۔ یہ اینٹ آپ قادیان سے لائے تھے اور حضور انور نے از راہ شفقت اس پر دعا کر کے بھجوایا تھا۔ دوسری اینٹ رکھنے کی سعادت مکرم مبشر احمد طارق صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے حاصل کی۔ اس کے بعد مکرم انور رشید صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ سویڈن اور مکرم عبدالباسط صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ڈنمارک نے اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ مکرم منصور احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ اور مجلس عاملہ کے ممبران اور مختلف حلقوں کے صدر صاحبان کے علاوہ مکرم کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ، مکرم نور احمد صاحب بولستاد (پہلے نارویجین احمدی) اور مکرمہ محترمہ نسیم منیر صاحبہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ناروے نے بھی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ آخر پر مکرم و محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے اجتماعی دعا کروائی اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں از راہ شفقت مسجد بیت النصر کے سنگ بنیاد کی تقریب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ علاقہ میں نے خود دیکھا ہے اور چپے چپے پر پھرا ہوں۔ اور دعائیں کرتا رہا ہوں۔ الحمد للہ کہ اب اُس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ یعنی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ اس میں تقریباً سترہ سو نمازیوں کی گنجائش ہوگی جو ناروے کی جماعت کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یعنی لگتا یہ ہے کہ اتنے نمازی تو وہاں نہیں ہوں گے۔ مگر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی مسجد بنائی گئی اور کھلے حوصلہ سے بنائی گئی اگلی دس سالہ ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر بنائی گئی تو ایک ہی سال میں چھوٹی ہوگئی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ناروے پر بھی پوری اُترے گی اور ناروے کی جماعت کو بھی یہ مسجد تنگ دکھائی دے گی بجائے اس کے کہ وہ اس کو کھلا سمجھیں"۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۹ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد اس مسجد کی تعمیر کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت احمدیہ ناروے کو اس مسجد کی تعمیر کے تقاضوں کو بطریق احسن پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: چوہدری لطیف احمد
سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ ناروے)

بقیہ رپورٹ عیدالاضحیہ

علاوہ ازیں چار سو سے زائد احباب اور خواتین نے قربانی کے سلسلہ میں ادائیگی کی۔ چنانچہ جماعت کے مرکزی انتظام کے تحت ان سب کی طرف سے ہندوستان اور افریقہ کے ممالک میں قربانی کا اہتمام کیا گیا تا کہ ایسے لوگ بھی جو مالی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے، خواہش کے باوجود قربانی پیش نہیں کر سکتے، وہ بھی قربانی میں شریک ہو سکیں اور ان گھروں تک بھی عیدالاضحیہ کی خوشیوں اور برکتوں کا فیض پہنچ جائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے اس اہتمام کا خطبہ عید میں بہت اچھے رنگ میں ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

الحمد للہ کہ عیدالاضحیہ کی یہ تقریب عقیدت، احترام اور وقار کے ساتھ بہت ہی روح پرور ماحول میں منعقد ہوئی اور سب انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدگی سے سرانجام پائے۔ عیدگاہ کی تیاری، صفائی اور عید کی مناسبت سے دیگر انتظامات کی تیاری کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب و خواتین نے دن رات محنت کی اور عید کمیٹی کے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جملہ کارکنان اور کارکنات کو جن کی تعداد سینکڑوں تک جاتی ہے، اپنے فضل و کرم سے نوازے اور ان کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

(رپورٹ مرسلہ: عطاء المجیب راشد
مبلغ انچارج جماعت احمدیہ یوکے)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ
سلامی اور شنکن
(SALAMI & SHINKEN)
عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون
احمد برادرز
خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں
آج ہی رابطہ کیجئے
CH.IFTIKHAR & BROTHERS
TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

خطبہ جمعہ

اللہ کی کائنات کا سفر اس کی جستجو میں گزاریں تو اس ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی اور خدا تعالیٰ کی صفات آپ کے دل پر ایک نُور کی طرح جلوہ گر ہونگی

آیت الکرسی میں موجود مضامین کا نہایت پُرلطف بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ر فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹ر تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ اَلْحَيّ الْقَيّومُ لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وّلاَ نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الاَرْضِ. مَنْ ذَاالّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلاّبِاِذْنِه. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِه اِلاّبِمَا شَآءَ. وَسِعَ كُرْسِيّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ وَلاَ يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِيّ الْعَظِيْمُ﴾.
(سورة البقره: ٢٥٦)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یعنی اس کے ترجمے میں حضور اقدس کا ترجمہ یہ ہے "یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذات وہی خدا ہے۔ پس جبکہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اسی کی زندگی سے زندہ ہے اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اسی کی ذات سے قائم ہے"۔ (چشمہ معرفت)۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت ہی عارفانہ ترجمہ اور اس کی تشریح ہے جس کے متعلق میں جو بقیہ مضمون ہے اس میں وقتاً فوقتاً بات کھولتا رہوں گا۔

سب سے پہلے تو میں یہ عمومی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کیوں عالم ہے ہر چیز کا۔ کیوں کوئی اور وجود عالم نہیں ہے۔ اس کے کوئی عقلی دلائل بھی تو ہونے چاہئیں اور جب میں بات کھولوں گا تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ تمام عقلی دلائل اسی آیت الکرسی میں موجود تھے لیکن صاف دکھائی نہیں دے رہے تھے یعنی ان لوگوں کو جو سرسری غور کرتے ہیں اور تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ تو ہر مضمون کو سمجھنے کے لئے رفتار میں کمی کرنی پڑتی ہے۔ جتنا تیزی سے آپ گزریں گے اتنا ہی مضمون کم سمجھ آئے گا اور اسی ایک حوالے سے میں آج کا خطبہ شروع کر رہا ہوں۔

انگلستان کے ایک دانشور جو تنقید کرنے والے اور مختلف کتابوں کے مصنف تھے اور ان کا نام اس پہلو سے انگلستان میں مشہور ہے جان رسکن (John Ruslkin) ان کا نام تھا اور ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں وفات پائی انہوں نے ایک موقع پر لکھا "All travelling becomes dull in exact proportion to its rapidity" ó ہر سفر اپنی رفتار کی براہ راست نسبت کے ساتھ Dull ہوتا چلا جاتا ہے یعنی جتنی تیز رفتار ہو اتنا ہی سفر Dull ہو جائے گا۔ اب یہ کہنے کو تو ایک عام سا فقرہ ہے لیکن اس کے اندر بہت گہرے مضامین پوشیدہ ہیں تبھی جان رسکن کے اس فقرہ کو انگریزی کتابیں نمایاں طور پر پیش کرتی ہیں اور حقیقت وہی ہے کہ جتنا تیز رفتاری سے سفر کرو گے اتنا ہی کم مضمون سمجھ آئے گی اور جتنا کم مضمون سمجھ آئے گی اتنا Dull ہو جائے گا۔ پس یہ بہت دلچسپ ایک تناسب ہے جو انہوں نے محسوس کیا اور اس کو پیش کیا اور آیت الکرسی کو سمجھنے کے تعلق میں ان کا یہ مقولہ ہمارا مددگار بن سکتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں تیز رفتاری کے نتیجے میں وہاں وہاں پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں ایک جگہ بیٹھے بیٹھے نہیں پہنچا جا سکتا۔ اور تیز رفتاری کے ذریعے ان سارے امور پر حاوی ہونے کی کوشش کی جا رہی ہے جن پر حاوی ہونے کی انسان بساط نہیں رکھتا لیکن زمانہ تیز رفتاری کا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ تیز رفتاری کے سبب انسان نے وہ سب کچھ سیکھ لیا یا وہ بہت کچھ سیکھ لیا جس کو سست رَو انسان نہیں سیکھ سکتا تھا۔ کہنے کو یہ بڑی معقول بات ہے لیکن عملاً آپ دیکھیں تو جان رسکن کا یہ مقولہ غور سے اس پر چسپاں کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ایک فرضی بات ہے علم کی وسعت کی ورنہ حقیقت میں یہ علم وسیع نہیں ہے۔

وجہ کیا ہے، کیوں انسان تیز رفتاری اختیار کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی ذات بہت محدود ہے اور وسعت کائنات بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ ایک جگہ بیٹھا رہے گا تو اس جگہ کے راز نسبتاً زیادہ معلوم کر سکتا ہے جہاں ٹھہرا ہوا ہو لیکن ساری کائنات ادھوری پڑی رہ جائے گی۔ اس کو علم ہی نہیں ہوگا کہ وہاں باہر کیا ہو رہا ہے۔ ان دو تضادات کا شکار ہے انسان۔ رفتار آہستہ کرے تو بات سمجھ آئے گی لیکن بہت سی باتوں کا علم ہی نہیں ہوگا کہ وہ ہیں کیا اور تیز کرے رفتار تو بہت سی باتوں کا علم ہو سکتا ہے مگر ان کی حقیقت سے ناآشنا رہے گا۔ سائنس کی دنیا میں آپ کو انہی تضادات کے نتیجے میں مختلف قسم کے سائنس دان دکھائی دیتے ہیں۔

بعض ایسے سائنس دان ہیں جو ایک چھوٹی سی چیز کی کنہ کو پہنچنے کے لئے ایک ہی جگہ عمریں گزار دیتے ہیں۔ ایسے نئے سے نئے آلوں کی مدد لیتے ہیں جن سے اس کی تہہ تک اتر کے اندر دیکھیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ جتنے بھی اٹامک راز ہیں وہ تیز رفتاری سے حاصل نہیں ہوئے بلکہ ایک جگہ ٹھہرنے کے نتیجے میں حاصل ہوئے ہیں۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے حسابی سوال حل کئے گئے ہیں پلانگ کی تھیوری کیا تھی۔ وہ کیسے ایجاد ہوئی، اس کی تصدیق میں کیا امور انسان کے علم میں آئے۔ وہ سارے ایسی سائنسوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ایک انسان اعلیٰ قسم کے آلات لے کر جیسے بہت نئی عظیم الشان خورد بینیں جو ایٹمی خورد بینیں ہیں ان کی مدد سے ایک جگہ بیٹھا رہتا ہے اور ایسے سائنس دان ہیں جن کی عمریں گل گئیں اس میں لیکن رازوں کی تہہ تک اترتے چلے گئے، اترتے چلے گئے، اترتے چلے گئے لیکن ایک اعلان عام ہے جو ان کی ساری زندگی کی ریسرچ کا عنوان بنایا جا سکتا ہے وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِه اِلاّبِمَا شَآءَ. زندگی گزارنے کے بعد اندر سے اندر اترتے چلے گئے لیکن احاطہ نہ کر سکے اور باقی زمانوں کے لئے مضمون ادھورا چھوڑ دیا۔ اب ان کے بعد آنے والی سائنس دانوں کی نئی نسلیں ہونگی جو جہاں انہوں نے کام چھوڑا تھا وہاں سے آگے بڑھائیں گی اور اگر آگے بڑھنے کے لئے تھا کچھ نہیں تو بڑھائیں گی کیا۔ کیونکہ جو کچھ ہے وہ خود تو انہوں نے پیدا نہیں کیا نہ اسے زیادہ

کر سکتے ہیں اسلئے جو کچھ بھی پیدا ہوا اس کی تحقیق میں عمریں چھوڑ نسلیں گنوا دیں گے مگر احاطہ نہیں کر سکیں گے۔ یہ مضمون ہے جو آیت الکرسی کی جان ہے وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ نا ممکن ہے کہ کسی علم کا احاطہ کر سکیں۔ رفتاریں بڑھائیں گے تو علم کی حقیقت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ رفتار آہستہ کریں گے تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے اندر اتنی گہرائی میں اور مضمون نظر آنے شروع ہو جائیں گے کہ وہ کسی مقام پر اس جستجو کو ختم نہیں کر سکتے۔

اب یہ حال آپ کو میں مثال کے طور پر ریشم کے کیڑے کی شکل میں دکھاتا ہوں کہ ریشم کا کیڑا ہے اس پر جو تحقیقات ہوئی ہیں وہ بھی اتنی گہری کہ حیران کن ہیں۔ لیکن ریشم کا کیڑا ہے کیا، کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے ان کو اس کی تحقیق کی۔ وہ حشرات الارض میں سے ایک کیڑے کی قسم ہے، پروانہ ہے لیکن جب انڈے سے نکلتا ہے تو ایک رینگنے والا جانور جو اپنے اردگرد، اپنے منہ سے نکالا ہوا ریشم کا تانا بانا بُنتا چلا جاتا ہے۔ اب اس بات تک پہنچنے کے لئے کئی سائنس دانوں کی نسلیں گزری ہیں اور بڑی مشکل سے انہوں نے معلوم کیا کہ اندر کیا کرتا ہے۔ وہ لیکن کیسے کرتا ہے اس کا آج تک علم نہیں ہو سکا۔ ریشم کا کیڑا اپنے اردگرد ریشم کا تار بُنتا کیوں ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا سوجھی ہے اس کو اور بنتا ہے اس طرح کہ بُنتا چلا جاتا ہے اس کے اندر آپ قید ہو جاتا ہے اور اس قید سے رہائی حاصل کرنے تک جو اس کے اندر نشوونما ہو چکی ہوتی ہے اس میں ایسی تبدیلی ہوتی ہے کہ گویا وہ وجود ہی مختلف ہو گیا ہے۔ اس کو Metamorphosis کہتے ہیں یعنی کامل تبدیلی۔ اس کی نہ وہ شکل رہتی ہے نہ صفات وہ رہتی ہیں نہ عادات وہ رہتی ہیں، سب کچھ بدل جاتا ہے اور اس بے پر کے کیڑے میں پَر اُگنے لگتے ہیں یعنی پروں کا وہ مادہ جس سے پر اُگ سکتے ہیں۔ وہ متحرک ہو جاتا ہے تب وہ اپنا تانا بانا کاٹ کر اس میں سوراخ کر کے اس میں سے نکل جاتا ہے اور انسان کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ ایک پروانہ ہے جو اڑ گیا ہے۔

جو بات میں آپ کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیوں ایسا کرتا ہے، کس نے اس کو سکھایا۔ یہ علم انسان آج تک حاصل نہیں کر سکا، نہ کبھی کر سکتا ہے۔ اس کی سرشت میں یہ بات کیسے داخل ہوئی اور اسے ریشم کا دھاگہ بنانے کا لعاب کیسے عطا ہوا۔ یہ وہ چیز ہے جس کو انسان کبھی بھی نہیں سمجھ سکے گا خواہ ریشم کے کیڑے کے ساتھ بیٹھا بیٹھا زندگی بسر کر دے۔ نسلیں گزر جائیں گی اس کو نہیں سمجھ سکے گا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اس کو انسان نے پیدا نہیں کیا کیونکہ انسان کے پیدا ہونے سے بہت پہلے وہ بن چکا تھا۔ اس لئے خدا کی ہستی کے ثبوت کے طور پر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت الکرسی کو پیش کرتے ہیں تو محض ایک فرضی دعویٰ نہیں ہے اس کے ایک ایک حصے میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے شواہد ہیں جن کو کسی قیمت رد نہیں کیا جا سکتا۔

اتنا پیچ دار مضمون ہے یہ لیکن کس نے اس کی فطرت میں یہ داخل کیا، ودیعت کیا جبکہ انسان نے تو بہر حال نہیں کیا۔ انسان تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ انسان تو ارتقاء کی ان منازل سے گزر رہا تھا جبکہ وہ حیوانات میں سے ایک حیوان کہلانے کا مستحق تھا مگر اس کو دوسرے حیوان پیدا کرنے کی صلاحیت کبھی بھی نہیں ہوئی۔ سارے ارتقاء کی کہانی سائنس کی زبانی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انسان جس حیوان کی منزل سے بھی گزرا ہے آگے اس نے دوسرے حیوان پیدا نہیں کئے، کبھی بھی نہیں کئے۔ جب دوسرے پیدا نہیں کئے تو اپنے آپ کو کیسے پیدا کر لیا، اپنی اگلی منزل کو کیسے پیدا کر لیا۔ لیکن یہ بات تو سردست ایک طرف رکھیں بہت لمبی کہانی ہے۔ مگر ریشم کے کیڑے کے متعلق میں عرض کر رہا تھا وہ تو بہر حال اس نے پیدا نہیں کیا۔ جب نہیں پیدا کیا تو اس کی بقاء کا انتظام بھی اس نے نہیں کیا۔

اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیّ اور قیّوم دو لفظوں پر روشنی ڈالی ہے۔ زندگی دینے والا یہ نہیں تھا یہ تو قطعیت سے ثابت ہے۔ جب زندگی دینے والا یہ نہیں تھا تو کون تھا وہ زندگی دینے والا، کوئی بھی ہو یہ انسان بہر حال نہیں تھا اور وہ کیڑا خود اپنے آپ کو زندگی دینے والا نہیں تھا جس کا مطلب ہے زندگی دینے والا بیرونی وجود ہے اور زندگی دے کر اس کو قائم رکھنا بھی تو بڑا کام تھا۔ کروڑوں سال تک اس کیڑے کو پالنے کا انتظام کیا گیا ہے اس کی پرورش کا انتظام کیا ہے، اس کی خوراک مہیا کی گئی ہے، وہ ساری چیزیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے نتیجے میں اس کو اپنی پرورش اور نشوونما کا ضروری سامان مہیا ہوتا رہتا۔ وہ درخت اگائے گئے جن کے پتوں پر یہ پل سکتا ہے۔ اب وہ درخت اگائے گئے تھے۔ اس کی پیدائش سے پہلے۔ پیدائش کے بعد اگر اگائے جاتے تو یہ پیدائش کے وقت پلتا کیسے۔ اس لئے لازم ہے کہ وہ درخت اس کی پیدائش سے بہت پہلے اگائے گئے ہوں۔

وہ ایک الگ ارتقائی سلسلہ تھا جو جاری تھا پہلے سے، جیسے کسی مہمان کی آمد کا انتظار کیا جا رہا ہو اور اس کے لئے تیاری کی گئی ہو۔ یہ کیڑا بھی اللہ کا مہمان تھا۔ اس کی حیّ اور قیّوم دونوں صفات کا مہمان تھا۔ پس اس کی تیاری بہت پہلے سے شروع کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس پہلو سے آپ کیڑے پر اگر غور کریں تو خدا کی ہستی کا انکار ناممکن ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان ادنیٰ سی بھی عقل رکھتا ہو اور عقل کی آنکھیں کھول کر دیکھے تو وہ خدا کی ہستی کا انکار نہیں کر سکتا۔ صرف اس کیڑے پر منحصر نہیں، ایسے حشرات الارض لاانتہاء ہیں جن کی زندگی کے دائروں پر ابھی انسان کی نظر نہیں۔ اور جن کے زندگی کے دائرے پر انسان کی نظر ہے اس پہ حیرت انگیز معلومات ظاہر ہوتی ہیں جن کا احاطہ انسان نہیں کر سکتا پھر۔

یہ مثال تو میں نے ایک کیڑے کی دی ہے مگر درحقیقت سمندر میں جا کے دیکھیں تو سمندر میں ڈوبے ہوئے اتنی قسم کے کیڑے ہیں کہ ایک پوری کائنات اس کے اندر غرق ہوئی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور وہ سارے اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے دائرے میں اپنا رزق بھی پا رہے ہیں۔ یعنی قیّوم ان کے ساتھ موجود ہے جس نے ان کو پیدا کیا اس نے ان کی زندگی اور پرورش کا انتظام بھی کیا۔ خدا کی قیومیت ساتھ ساتھ نہ چلے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ پس اتنے بڑے سمندر میں اور اس کی تہہ میں اربوں کا لفظ تو بالکل معمولی سا لفظ ہے، اربوں کھربوں کو آپس میں ضرب دیں تو حدِ شمار سے بات آگے نکل جائے گی۔ ناممکن ہوگا. انسان کے لئے ان کو کسی شمار میں لا سکے۔ اور ہر ایک کی بقاء کا انتظام ہے اس کو کہتے ہیں الحیّ القیّوم.

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختصر اشاروں میں جو مضامین بیان فرما دئے ہیں ان کو کھولنے کے لئے بھی تو ایک علم کا جہان چاہئے۔ پس میں نے رسکن کا جو حوالہ دیا اس حوالے سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے یعنی اس کے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ تیز رفتاری بہت اچھی چیز ہے مگر dull کر دیتی ہے سفر کو۔ کوئی چیز dull اس وقت ہوتی ہے یا ایک ذہن dull اس وقت ہوتا ہے جب مضمون کے سمجھنے سے عاری ہو۔ چنانچہ بچے جو تیز رفتاری سے کتاب پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں پڑھتے پڑھتے سو جاتے ہیں بڑوں کا بھی یہی حال ہے جہاں کتاب کی سمجھ نہیں آئے گی وہاں سو جائیں گے اس کو کہتے ہیں dull ہونا۔

تو رسکن کی مراد یہ تھی کہ تیز رفتاری کر کے انسان علم کی کنہ کو نہیں پا سکتا اور جب نہیں پا سکتا تو dull ہو جائے گا اور dull ہو کر اس کی توجہ بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ اب ہمیں dull ہونے کا ایک مضمون روزمرہ کے تیز رفتار سفروں سے بھی مل سکتا ہے کہ جیٹ کے سفر کے ذریعے اور آج کل کی تیز رفتار سواریوں وغیرہ کے ذریعے آپ تیزی سے دنیا کے گرد چکر کھا سکتے ہیں۔ لیکن اتنا تھک جاتے ہیں اس میں، اس کو بوریت کہتے ہیں۔ اس سارے سفر کے دوران جو چند گھنٹے کا ہو جہاز والے ایسا ایسا سامان آپ کا دل لگانے کا کرتے ہیں ٹیلی ویژن کھلی رہتی ہیں ان پر معلومات ادلتی بدلتی رہتی ہیں کبھی اچھے سے اچھے کھانے سامنے آ رہے ہیں لیکن انسان کی تھکاوٹ دور نہیں ہوتی۔ یہ تیز رفتاری کا نتیجہ ہے۔

کیوں بور ہو رہا ہے انسان؟ تیز رفتاری خود بوریت کا منبع ہے اور اس بوریت کو دور کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب تھک کر یہ مسافر اترتے ہیں تیز رفتار، جتنا تیز رفتار جہاز ہو اتنے زیادہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں حالانکہ بیٹھے ہوئے ہیں ایک جگہ پر۔ اس سے کئی گنا لمبا سفر آپ موٹر میں بیٹھ کر کریں تو آپ نہیں تھکیں گے لیکن خود ڈرائیو (Drive) کریں تب بھی نہیں تھکیں گے مگر یہ سات آٹھ گھنٹے کا سفر مار دیتا ہے انسان کو یہاں تک کہ کمپنیاں ایسے افسر کو حتماً منع کر دیتی ہیں کہ زیادہ گہری سوچ کا کام تم نے نہیں کرنا، کچھ دن آرام کرو جب پوری طرح آرام ہو جائے گا تو پھر گہری سوچ کے کام کیا کرنا ورنہ غلطی کر جاؤ گے۔

تو یہ بات ہے کہ تیز رفتاری ایک کرّہ کو طے کرنے میں زیادہ کرّے کو طے کرنے میں مدد دیتی ہے مگر ساتھ ہی بوریت پیدا کرتی ہے کیونکہ اس کرّے کے متعلق کچھ علم آپ کو نہیں ہو رہا کہ وہ ہے کیا۔ اس کی بجائے پیدل چل کر دیکھیں آپ حیران ہونگے اس سفر میں اور اس سفر میں کتنا فرق ہے۔ جب پیدل اتر کے آپ خوش منظر پہاڑوں کا سفر کریں تو چلتے چلتے جسم تھک تو جائے گا مگر دماغ اکتائے گا نہیں۔ اور اگر زیادہ لطف اٹھانا ہے تو بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے، بعض سیاحوں کا کہ کسی ایک منظر پر جا کے بیٹھ رہتے ہیں سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر وقت ہو تو اس سے زیادہ طبعی مناظر سے انسان لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ جب بیٹھ کے دیکھتے ہیں تو آپ تو بیٹھے رہتے ہیں مگر منظر گزرتا ہے۔ ایک ندی کے کنارے جب آپ بیٹھے ہوں تو وہاں پہلے جو چیزیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں وہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ وہ زمین جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ریت جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ پتھر جس پر آپ بیٹھے ہیں ان کے اندر سے چیزیں ایسی دکھائی دینے لگتی ہیں جو پہلے خیال بھی نہیں گزرا ہوگا۔

ریت اٹھنے لگتی ہے اس میں سے کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں۔ پتھر کے رنگ، اس کی کائی اور اس کائی میں سے کچھ کیڑے نکلتے ہیں کچھ اس پہ آ کے بیٹھتے ہیں تو آپ تو بیٹھ جاتے ہیں مگر دنیا چلنے لگتی ہے اور چلتے ہوئے آپ کے سامنے نئے سے نئے مناظر پیش کرتی چلی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات اس پہلو سے ایک بیٹھے ہوئے نظارہ کرنے والے کے مشابہ ہے کہ خدا کے سامنے ساری کائنات پھرتی ہے لیکن وہ نہیں ہلتی وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ تو قائم بالذات کا ایک یہ بھی معنی ہے لیکن جو کائنات اس کے اردگرد پھرتی ہے وہ کتنی ہے۔

آخر کتنی کائنات ہے جو اس کے گرد چکر کھا سکتی ہے اس کا ذکر آیت الکرسی میں موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تفسیر میں یہاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس آیت الکرسی کی جو گزشتہ مفسرین کی تفسیروں سے بالکل مختلف ہے اور بہت عظیم الشان اور بہت گہری ہے اور جو سوال میں نے اٹھایا ہے اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ وَلاَ يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِيُّ الْعَظِيْم۔ کرسی تخت کو بھی کہتے ہیں اور علم کو بھی کہتے ہیں عربی میں کرسی علم کا نام بھی ہے اور تخت کو بھی کہتے ہیں۔ پس عام ترجمہ کرنے والے مفسرین یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا عرش مراد ہے اس عرش پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ اگر عرش پر بیٹھا ہوا ہے تو اس عرش کو اٹھایا کس نے ہوا ہے۔ وَلاَ يَئُودُهٗ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ استنباط فرمایا کہ عرش اسی نے اٹھایا ہوا ہے ورنہ تھکے کیوں۔ تھکنے کا کیا مضمون ہے یہاں پہ۔ کرسی اس نے اٹھائی ہوئی ہے، اس پر بیٹھا ہوا نہیں ہے اور کرسی کو اٹھانا جس پر ساری کائنات بیٹھی ہوئی ہو اس کو دوبھر نہیں ہے اس کے لئے کسی تھکاوٹ کا موجب نہیں بنتا۔

تو كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ تمام زمین و آسمان، ساری کائنات اس خدا کی اٹھائی ہوئی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور دن رات اس کی حفاظت کر رہا ہے، ان کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے لیکن تھکتا نہیں۔ یہ صفت ہے اللہ تعالیٰ کی جو آیت الکرسی میں مذکور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے الفاظ یہ ہیں، "یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۱۰ حاشیہ) **کرسی پر** کی بجائے **کرسی کے اندر** فرمایا ہے۔ اصل میں کرسی کا معنی چونکہ علم بھی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو کرسی کی جسمانی کیفیت سے دماغ کو توڑ کر اس کی علمی کیفیت کی طرف انسان کو متوجہ کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کرسی ہے جس کے اندر ساری کائنات سمائی ہوئی ہے۔ اگر وہ ہر جگہ موجود نہ ہو تو ساری کائنات اس کے علم کی کرسی میں سما کیسے سکتی ہے۔ گویا اس کے علم نے ساری کائنات کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اس کے علم سے ہی کائنات پرورش پاتی ہے اور تمام تر کائنات اس کے علم کے دائرے میں محدود ہے۔ ایک ذرہ بھی اس سے باہر نہیں۔

یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ جب ہر جگہ موجود ہے تو اس کے سفر کی ضرورت نہیں۔ اسکے گرد اس کی پیدا کی ہوئی کائنات گھوم رہی ہے اور سفر کر کے خدا کے سامنے وہ مناظر پیش کرتی ہے جو اس نے پیدا کئے اور ان کے نتیجے میں وہ اپنی مخلوقات کو پلتا ہوا، زندگی پاتا ہوا، نشو و نما پاتا ہوا، بڑھتا ہوا ارتقائی حالات میں دیکھتا ہے۔ اب یہی ایک مشغلہ اتنا عظیم مشغلہ ہے کہ یہ مشغلہ کسی کو تھکا سکتا ہی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ اگر ہم نے کوئی دل پسندی کا مشغلہ ڈھونڈنا ہوتا، دل لگانے کا تو اپنی ذات ہی سے ڈھونڈتے ہمیں کسی اور کی محتاجی نہیں ہے۔ اور آیت الکرسی اسی مضمون کو پیش کر رہی ہے کہ خدا کی ذات کے اندر اتنا دلچسپ مشغلہ ہے کہ کسی کو نصیب ہو جائے تو اس کو ضرورت ہی کوئی نہیں ہے کہ اور مشغلوں کی تلاش کرتا پھرے۔

اپنی ہی ذات میں اس کے دل بہلاوے کا اگر ہم اردو محاورہ استعمال کریں یا کوئی دنیاوی محاورہ استعمال کریں تو کہتے ہیں دل بہلاوہ۔ تو اللہ کا ویسے تو الگ دل کوئی نہیں مگر دل بہلاوہ جس کو کہتے ہیں گویا اپنی انسانی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے بہلانے کا بھی تو کوئی انتظام ہونا چاہئے ورنہ ازلیت اور ابدیت بور کرنے کے لئے بہت کافی ہونی چاہئے۔ ایک شخص جس کا وجود ختم ہی نہ ہو وہ کس مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کے دل بہلاوے کا مسلسل انتظام ہو تو اس کے بور ہونے کا سوال نہیں بلکہ جتنا لمبا چلے گا اتنا ہی زیادہ اس کو زندگی کا لطف آئے گا۔ تو اگرچہ لطف آنے کا محاورہ ہم خدا کے متعلق انسانی محاوروں کی صورت میں استعمال نہیں کر سکتے مگر حقیقت یہی ہے کہ اللہ کا بھی ایک لطف ہے اور اس لطف میں ڈوبا ہوا ازل سے ابد تک جاری ہے اور ساری کائنات پر اس کی نگاہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز کو اس نے اٹھایا ہوا ہے۔ یعنی اس کو اگر وہ چھوڑ دے تو ختم ہو جائے اور اس کرسی کو اٹھانے میں اس کو کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ لاَ يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا زمین و آسمان دونوں کی کائنات کو اٹھائے ہوئے ہے۔

اب جہاں تک آسمان کی کائنات کا تعلق ہے اس کے متعلق سائنس دان ہمیں اب بہت سی خبریں دے رہے ہیں اگر ان کو اس کا اربواں حصہ بھی پتہ نہیں۔ کچھ بھی نہیں پتہ صرف تیز رفتار آلات کے ذریعے، شعاعوں کے ذریعے کچھ نہ کچھ معلوم کر رہے ہیں مگر هُمَا کہہ کر زمین بھی اس میں داخل فرما دی۔ یہ اہل فکر کو دعوت دی ہے کہ تم دیکھو تو سہی کہ زمین میں کتنی چیزیں ہیں جن کا بوجھ تم نے نہیں اٹھایا ہوا صرف اللہ نے اٹھایا ہوا ہے اور تھکتا ہی نہیں جاری و ساری کام ہے۔ زندگی بخشنا، نئی سے نئی زندگی پیدا کرنا اور پھر ہر چیز کا سہارا بننا اس کے لئے ہمیشہ باقی رہنے کا انتظام کرنا یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ انسان کی نسلیں قیامت تک چلتی چلی جائیں وہ اس پر حاوی نہیں ہو سکتیں۔ پس لاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ کا عنوان بار بار انسان کے سامنے ابھرتا ہے اور یہ آیت ہے جو انسانی فکر کا پیچھا نہیں چھوڑتی، متنبہ کرتی رہتی ہے ہر موڑ پر تلاش کرو، دیکھو، غور کرو وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلاَّ بِمَا شَآءَ مگر اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکیں گے مگر اتنا ہی جتنا وہ چاہے اور جب وہ چاہے۔

اس سلسلے میں ایک اور دانشور کا حوالہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو ایک اور بہت بڑے انگلستان کے عظیم سائنس دان کے متعلق ہے۔ انگریزی Poetry میں ایک نام بہت مشہور ہے اور بہت عظمت حاصل کی ہے اس نے۔ اس کی چھاپ اتنی مختلف ہے باقی شعراء سے کہ پوپ الیگزانڈر (Pope, Alexander) یا الیگزانڈر پوپ کا نام اپنی ذات میں ایک الگ چھاپ کا علم بردار ہے۔ پوپ کے اوپر بہت سے انگریز محققین نے اپنی عمریں گلائی ہیں اس پر ہی انہوں نے بڑے بڑے مقالے لکھے اور پی ایچ ڈی حاصل کی۔ ہمارے ایک پروفیسر ہوا کرتے تھے انگلستان میں یہاں Birkbeck College میں وہ بھی پوپ کے سپیشلسٹ ہوتے تھے۔ تو پوپ شاعر نے ایک ایسی بات کہی ہے ایک سائنس دان کے متعلق جس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی کسی سائنس دان کو اتنا عظیم خراج تحسین پیش نہیں کیا گیا۔ آپ سمجھیں گے مبالغہ ہے۔ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں بات اور مجھے بتائیں اس میں کون سا مبالغہ ہے۔

پوپ یعنی یہ الیگزانڈر پوپ ۱۶۸۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۴۴ء میں صرف چھپن سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ لیکن نیوٹن اس سے بہت پہلے پیدا ہوا تھا اور اس کی زندگی ہی میں فوت ہوا۔ اس وقت اس کی عمر انتالیس سال کی تھی تو اس کو غالباً توجہ دلائی گئی اسوقت یہاں سب سے بڑا عظیم شاعر یہی تھا کہ نیوٹن کے اوپر اس کی شان کے مطابق کوئی ایسا شعر کہو کہ اس کے کتبے پر لکھا جا سکے اور اس چیلنج کو اس نے کس شان سے پورا کیا عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس نے لکھا اور غالباً یہی اس کے کتبہ پر تحریر اب بھی درج ہوگی۔ مجھے علم نہیں میں نے نیوٹن کا کتبہ دیکھا نہیں۔ لکھا اس نے اس کتبے کی خاطر تھا۔ وہ کیا ہے :

Nature and Nature's Laws lay hid in night :

God said,"Let Newton be!" and all was light.

قانون قدرت اور قانون قدرت کے راز رات کے اندھیرے میں لپٹے ہوئے تھے یعنی لاعلمی کے اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے۔ اب جیسا کہ بائبل میں آتا ہے کہ خدا نے کہا روشنی ہو جا اسی حوالے سے اس کا دماغ اس طرف گیا ہے اور اس نے یہ عظیم بات کہہ دی کہ خدا نے یہ نہیں کہا کہ روشنی ہو جا خدا نے فرمایا "Let Newton be" نیوٹن ہو جا اور روشنی پھیل گئی۔ اتنا عظیم مقولہ ہے کہ آج تک کسی سائنس دان کو دنیا کے پردے پر ایسا خراج تحسین پیش نہیں کیا گیا ہوگا۔ اور واقعۃً یہ سچا ہے کیونکہ دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان سائنس دان روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یعنی خدا سے دور چلے جاتے ہیں نیوٹن وہ سائنس دان ہے جس نے اندھیروں سے خود بھی روشنی کی طرف سفر کیا اور روشنی کو پالیا اس لئے اگر دنیا کے تمام سائنس دانوں میں کسی کو حقیقت میں ولی اللہ کہا جا سکتا ہے تو وہ نیوٹن تھا۔ اس لئے نیوٹن کے اپنے اقرار سے پہلے جو میں ابھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں نیوٹن کے متعلق یہ بات آپ کو سمجھا دوں کہ عیسائیت کی گود میں اس نے پرورش پائی، بچپن سے تثلیث کا مذہب اس کو پڑھایا گیا مگر جوں جوں اس نے خدا کے نور سے روشنی حاصل کی تثلیث سے بیزار ہوتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ اس کی توجہ بائبل کی طرف بھی منتقل ہوئی جبکہ جانتا تھا کہ لازماً اصل میں یہ خدا کا کلام ہے تو بائبل کی تشریحات جو عیسائی دنیا تثلیث کے حق میں پیش کیا کرتی تھی اس نے انہی حوالوں کو تثلیث کے خلاف استعمال کیا۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں علم کلام عطا کیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فیض گزشتہ میں سفر کر کے، ماضی میں سفر کر کے نیوٹن تک بھی پہنچا اور وہی استنباط ہے حیرت انگیز طریق پر یہاں تک کہ عیسائیت کی پیش کردہ تثلیث سے کلیۃً بیزار ہو گیا۔ اور اس کے نتیجے میں اعلان کیا کہ میں اب اس سوچ کے سفر کے بعد خدا کی ہستی کا اس سے بہت زیادہ قائل ہو چکا ہوں جتنا پہلے تھا اور حضرت عیسیٰ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے کیونکہ وہ موحد تھا اور ایک خدا کا پجاری تھا اس نے کبھی نہیں کہا کہ میری عبادت کرو۔ اب آج انگریز بجا طور پر نیوٹن پر فخر کرتے ہیں لیکن حقیقت میں بجا طور پر نہیں کرتے کیونکہ وہ نیوٹن جس پر فخر ہونا چاہئے تھا اس نیوٹن کو تو انہوں نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔

اب ضمناً میں نیوٹن کا تعارف کراؤں پھر اس نے جو بات کہی ہے میں اس کی طرف آؤں گا۔ نیوٹن کو کیمبرج یونیورسٹی میں اس کے علم و فضل کے نتیجے میں پروفیسر شپ کی کرسی دی گئی اور اس کے ساتھ اس زمانے میں جتنا بھی وظیفہ پاؤنڈوں کی صورت میں مقرر تھا وہ اتنا تھا کہ بڑی آسانی کے ساتھ جس کی ضرورتیں کم ہوں اس کے لئے تو اور بھی زیادہ آسانی تھی۔ یہ اپنی زندگی کے مصارف اسی میں سے نکالتا۔ کسی اور کام کی ضرورت نہیں، دن

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

رات یہ لیبارٹری میں خرچ کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ مجھے کبھی بھی ایسا دن نہیں چڑھا کہ میں اٹھ کر لیبارٹری میں گیا ہوں اور میرے بچوں کی مجھ سے پہلے آنکھ کھل گئی ہو۔ اور کبھی بھی لیبارٹری سے باہر نہیں نکلا جبکہ میں نے لیبارٹری میں بارہ کے بجنے کی آواز نہ سنی ہو۔ جب گھنٹہ گھر بارہ بجاتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ اب کافی ہو گئی ہے مجھے واپس چلے جانا چاہئے۔ اور اس کیفیت میں اس نے علم کا تتبع کیا تھا۔

اس بے چارے کو کیمبرج یونیورسٹی نے اس الزام کے نیچے نکال باہر مارا کہ Trinity College جو ہے کیمبرج کا اسکے تم پروفیسر بنے ہوئے ہو اور Trinity کے خلاف پرچار کر رہے ہو، تم تو جاہل ہو بالکل، تمہیں کوئی علم نہیں کہ ٹرینٹی کے بغیر تو کائنات ہی نہیں ہے تم کس کائنات کی باتیں ہمیں بتا رہے ہو جس میں Trinity نہیں ہے۔ نیوٹن نے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اس نے کہا کہ میں نے جو نور حاصل کرنا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیا ہے اور تمہاری Trinity کے نور کی مجھے کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اندھیرا ہے، یہ جہالت ہے۔ پس یہ فقرہ پوپ کا اب آپ دوبارہ سنیں۔ خدا نے کہا کہ "Let Newton be and All was Light" نیوٹن کے ساتھ نور وابستہ ہو گیا اور اس روشنی کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بیحد قربانیاں کیں۔ پروفیسر شپ کو اتار کر پھینکا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا پھر غالباً ٹیوشن لے کر یا کس طرح پلا ہے لیکن اس وقت ساٹھ پاؤنڈ تھا غالباً اس کا وظیفہ وہ اس نے ایک طرف پھینک دیا کہ اپنا وظیفہ اپنے پاس رکھو میں خدا کو نہیں چھوڑ سکتا میں Trinity College کو چھوڑ سکتا ہوں اور اپنے علم کی تحقیق پھر بھی جاری رکھی۔

یہ آئزک نیوٹن (Isaac Newton) ہے جس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ جب سے دنیا میں علمی انقلابات آئے ہیں ایسا علمی انقلاب کسی سائنس دان کے ذریعے نہیں آیا جس سے دنیاوی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو اور روحانی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو۔ ایک نیوٹن تھا اور نیوٹن کا اپنا اقرار سن لیجئے میں کیا ہوں۔ نیوٹن اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا اس کے الفاظ میں :

I do not know what I may appear to the world but to myself I seem to have been only a boy playing on the sea-shore".

میں اپنی نظر میں تو اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے بچے کے طور پر دیکھتا ہوں جو علم کے سمندر کے ساحل پر کھیل رہا ہو۔

کیونکہ اس نے علم کا ایک نیا دور شروع کروایا ہے چونکہ اس پر خدا بھی روشن ہو چکا تھا اس لئے اس کی اپنی علمی حیثیت اس کی نظر میں سکڑ گئی۔ اور وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اس کو علم نہیں تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ مگر یہی اعلان اس نے کیا ہے اور ببانگ دہل یہ اعلان کیا ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ. اس کے علم کا کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی مگر جتنا وہ چاہے اور جسے وہ چاہے اس کو اتنا ہی احاطہ نصیب ہو گا۔ چنانچہ کہتا ہے میں ایک چھوٹے بچے کی طرح سمندر کے ساحل پر یعنی علم کے سمندر کے ساحل پر اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی توجہ بٹانے کی خاطر، اپنے دل بہلاوے کے لئے کبھی ایک چھوٹا سا ملائم پتھر ڈھونڈ لیتا ہے اس کو اپنے کلے پہ لگاتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ دیکھو ملائم پتھر ہے اور کبھی کوئی گھونگا تلاش کر لیتا ہے جو سمندر کی تہہ میں بنا ہے کیسے بنا، کیوں بنا، کیوں گھونگے کے جانور نے اس کو چھوڑ دیا اس کی تفصیل پر اس کی کوئی نظر نہیں ہوتی لیکن اپنے لئے وہ "or a prettier shell than ordinary" عام شیل سے زیادہ کوئی خوبصورت سا شیل اس کو نظر آئے تو اسے چن لیتا ہے۔

اب یہ تجربہ تو آپ سب کا ہی ہو گا جنہوں نے بھی ساحل سمندر پہ پکنک منائی ہے خواہ وہ کراچی کے ہوں یا انگلستان کے ہوں اکثر لوگ تو ایسے ہیں یہاں جنہوں نے ضرور ساحل سمندر دیکھا ہو گا اور پکنک بھی منائی ہو گی وہ جانتے ہیں کہ کس طرح وہ دوڑے پھرتے ہیں گھونگوں کی تلاش میں، خوبصورت پتھروں کی تلاش میں، چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں سارے اس جدوجہد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تو نیوٹن کہتا ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس بچے کے طور پر دیکھتا ہوں Whilst the great ocean of truth lay all undiscovered before Me. (Brewster's Memoirs of Newton II.XXVII) میں ایسے بچے کے طور پر دیکھتا ہوں جو اس قسم کے گھونگوں وغیرہ کے چننے میں مصروف ہو جبکہ عظیم الشان سچائی کا سمندر اس کے سامنے دُور تک پھیلا پڑا ہو اور گہرائی میں اس کا کوئی اتھاہ نظر نہ آئے اگر وہ اپنے آپ کو عالم اور سائنسدان کہہ سکتا ہے تو کہتا ہے پھر نیوٹن سے بھی توقع رکھ لو کہ وہ اپنے آپ کو کیا دیکھ رہا ہے۔

کتنی گہری، کتنی حقیقی بات کی ہے اور وہی سمندر ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے اندر اتنے بے شمار خدا تعالیٰ کی صناعی کے گواہ موجود ہیں کہ واقعۃً ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جو کبھی ساری زندگی کی جستجو پر ختم نہیں ہو سکے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہ اس کے علم کی کرسی آسمانوں میں محیط ہے۔ مگر تم یہ نہ خیال کرو کہ ہم تمہیں اونچا اڑنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تم میں طاقت کہاں ہے کہ آسمانوں کے راز معلوم کر سکو۔ زمین کے اوپر غور کر کے دیکھو اور سطح زمین پر جو کائنات پھیلی پڑی ہے اس پر بھی ذرا غور کر کے دیکھو اور سمندر میں جو ڈوبی ہوئی کائنات ہے اس پر بھی غور کر کے دیکھو۔

پس ریشم کے جس کیڑے کی مثال میں نے آپ کو دی تھی وہ سمندر کے اندر نہیں بلکہ زمین کے باہر ہے اور اس تلاش میں سائنسدان نئے سے نئے علم کی شاخیں نکال رہے ہیں کہ زمین کے اوپر، جنگلوں میں اور زمین کی سطح پر دھنسے ہوئے کیڑوں کی صورت میں کیا کچھ ہے جس پر ہمیں تحقیق کرنی ہے۔ اور جو بھی تحقیق کرتے ہیں اس کے نتیجے میں مزید سے مزید اور باتیں معلوم ہوتی چلی جاتی ہیں اور سفر ختم ہونے کی بجائے اور پھیل جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی ابدیت کا یہ بھی ثبوت ہے اس کی ازلیت کا یہ بھی ثبوت ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے اس کی تخلیق میں بھی ایک ازلیت اور ابدیت کا رنگ پایا جاتا ہے۔

جتنا بھی آپ زمین کی سطح پر بسنے والے کیڑے مکوڑوں میں ہی نہیں بلکہ اور مخلوقات پر غور کریں تو ان کی کنہ تک آپ پہنچ نہیں سکتے۔ آج کل جو تحقیقات ہو رہی ہیں ان میں شیروں پر بھی تحقیق ہو رہی ہے اور بکثرت وہ باتیں معلوم ہو رہی ہیں جن کا پہلے کوئی علم نہیں تھا مگر شیر کی سرشت میں وہ چیزیں کیوں آئی ہیں، کیسے داخل ہوئیں اور کس نے وہ باتیں سکھائیں اس کو، اس کے متعلق یہ کچھ نہیں جان سکتے۔ بعض سائنس دانوں نے تو یہ بات قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ تم جانوروں کے دماغ میں جو کچھ گزر رہا ہے اس کو معلوم کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔ کہتے ہیں ہم اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ جو دماغ کے اندر گزر رہا ہے اس دماغ میں داخل ہونے کی تمہیں استطاعت نہیں ہے اور اس کی سوچ میں شامل ہونے کی استطاعت نہیں ہے۔ تمہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ شیر کس آنکھ سے دنیا کے جانوروں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ کیوں بعض چیزوں سے رُک جاتا ہے جبکہ وحشی جانور سے توقع ہونی چاہئے کہ وہ نہ رکے اور کیوں بعض چیزوں پر وہ حملہ آور ہوتا ہے اس کی بھی وجوہات کیا کچھ ہیں۔

چنانچہ یہ تحقیق جاری و ساری ہے اور جہاں تک میں اپنے شوق کے مطابق ان معلومات کو رسالوں میں اور کتابوں میں پڑھتا جاتا ہوں میں حیران ہوتا جاتا ہوں کہ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ. خدا تعالیٰ نے جتنی توفیق بخشی ہے اتنا ہی احاطہ اور جب توفیق بخشتا ہے اس کا احاطہ عطا کرتا ہے مگر اپنے علم کا احاطہ دیتا ہے یہ خود کچھ نہیں پیدا کر سکتے۔ اب یہ دوسرا پہلو ہے۔ بعض لوگ رسالوں میں یہ نئے نئے علوم کی دریافت کی باتیں پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ تو بندہ بھی خدا بن گیا ہے۔ لیکن یہ سارے علوم جن کی وہ دریافت کر رہے ہیں خدا نے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے بہت پہلے سے پیدا شدہ ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا علوم میں سفر ہے اپنے علم کی کرسی کے اندر اٹھائے ہوئے ہے خدا تعالیٰ تو یہ بات اور بھی زیادہ وضاحت اور گہرائی سے اس تحقیق پر نظر ڈالنے سے ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ جتنی تحقیق کرتے ہیں یہ اللہ کے علم کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں اس نے جو زندگی عطا کی ہے اس کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں خود تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ کچھ پیدا کرنے سے کلیۃً عاجز ہیں۔ پس آپ جو دیکھتے ہیں کہ جیٹ دنیا میں پھر رہے ہیں اور بڑی بڑی توپیں ایجاد ہو رہی ہیں، بڑے بڑے مہلک آلے ایجاد ہو رہے ہیں یہ سارے کے سارے پہلے سے اللہ تعالیٰ نے جس کو کہتے ہیں Potentialy تیار رکھے ہوئے تھے۔ یعنی ان کا وہ مادہ، میٹیریل جس سے یہ چیزیں بنتی ہیں وہ خدا نے بنائی ہوئی تھیں یہ کچھ بھی خود نہیں بنا سکتے۔

اور اس کی سمجھ ان کو کس نے دی جس دماغ سے انہوں نے سمجھا ہے وہ دماغ خود انہوں نے بنایا نہیں تو اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ بالواسطہ جتنی بھی یہ جستجو کریں وہ سارے اللہ کے علم کے اندر ہے اور اس کا بھی کوئی احاطہ نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کسی ایک حصے کے احاطے کی خود توفیق نہ بخشے۔ اتنا سا یعنی ایک طرف سے اس کو جیسے کمان ہوتی ہے علم کو ایک طرف سے گھیرتے ہیں اور سارا علم کمان سے دوسری طرف کھلا پڑا ہوا ہے۔ اور جیسے کمان سے تیر چلایا جاتا ہے اس طرح اس علم کی کمان سے یہ اس جانب تیر چلاتے ہیں جس تک خود پہنچے ہی نہیں ابھی اور وہ تیر کبھی نشانہ پر لگتا ہے، کبھی نشانے پر نہیں لگتا۔ اکثر نہیں لگتا۔ لیکن جب نشانہ پر لگتا ہے تو کمان کے اس رُخ کی طرف سفر شروع کرتے ہیں وہاں پہنچ کر معلوم کرتے ہیں کہ او ہو ابھی تو بہت زیادہ آگے سفر باقی ہے سارا وہ جنگل باقی ہے جس کا سفر ابھی طے نہیں ہوا۔

تو یہ آیت الکرسی کا ایک مضمون ہے جو میں آج آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اور بعض دانشوروں کے حوالے سے پیش کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ مضمون اپنی ذات میں ناپیدا کنار ہے۔ میں خود اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس مضمون کی تلاش میں علم کے سمندر کے کنارے ایک چھوٹے بچے کی طرح چند سیپیاں چُن رہا ہوں اس سے زیادہ کوئی بھی حیثیت نہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جن کو میں ملائم سمجھ رہا ہوں وہ ملائم ہیں بھی کہ نہیں اس کا بھی میں احاطہ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ کی کائنات کا سفر اس کی جستجو میں گزاریں تو اس ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گی اور خدا تعالیٰ کی صفات آپ کے دل پر ایک نور کی طرح جلوہ گر ہوں گی۔ خدا کرے کہ یہ نور ہم پر بھی چمکے اور ہماری وساطت سے سب دنیا پر چمکے۔

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

انسان ہی نہیں بلکہ دوسری انواع بھی ہمیشہ ہجرت کرتی اور نئی بستیاں آباد کرتی چلی آئی ہیں

درختوں پر رہنے والی پندرہ سبز رنگ کی چھپکلیوں نے درختوں کے گٹھے پر بیٹھ کر ۳۲۰ کلو میٹر دور سمندر پار کے ایک ملک میں پہنچ کر اس بات کی تصدیق کر دی ہے جو سائنسدان ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ صرف اہلِ نظر انسان ہی تازہ بستیاں آباد نہیں کرتے حیوان بھی ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

۱۹۹۵ء میں جنوبی امریکہ کے علاقہ کریبین میں ایک سخت سمندری طوفان آیا تھا۔ اس وقت ایک جزیرہ Guadeloupe سے کچھ درخت دوسرے جزیرہ Anguilla تک بہہ کر پہنچے۔ ان پر بیٹھ کر پندرہ بڑے سائز کی چھپکلیاں بھی وہاں پہنچ گئیں اور گزشتہ اڑھائی سال میں ان کی نسل وہاں خوب پھل پھول رہی ہے۔ اس قسم کی چھپکلیاں وہاں پہلے نہیں ہوا کرتی تھیں۔ یوں تو درختوں وغیرہ کے ساتھ چمٹ کر مینڈک اور کیڑے مکوڑے پہلے بھی نقل مکانی کیا کرتے تھے لیکن اس قسم کی مخلوق کی یہ پہلی مثال سامنے آئی ہے۔

یونیورسٹی آف نیو ساؤتھ ویلز کے پروفیسر آرچر کہتے ہیں کہ چوہوں جیسے کترنے والے جانور (Rodents) پانچ چھ ملین سال پہلے یقیناً اسی طرح آسٹریلیا پہنچے ہوں گے جس طرح چھپکلیاں پہنچی ہیں۔ البتہ بڑے بڑے جانوروں کے بارہ میں اندازہ ہے کہ تیر کر آئے ہوں گے۔ ہاتھی تو انڈونیشیا کے جزائر سے تیر کر آسٹریلیا پہنچے تھے۔ پھر شمالی آسٹریلیا سے کئی ہزار میل کا سفر طے کر کے جنوب میں نیو ساؤتھ ویلز کے علاقہ میں پہنچے جہاں ۱۹۰۰ء میں ان کے متحجر ڈھانچے (Fossils) دستیاب ہوئے تھے۔ البتہ بعد میں ان کا وجود یہاں ناپید ہو گیا۔

۱۹۷۴ء میں قطب جنوبی (Antarctic) کے پنگوئن کا ایک انڈہ صحیح حالت میں آسٹریلیا کے ساحل پر ملا تھا جو دو ہزار کلو میٹر کا سمندری سفر کر کے یہاں پہنچا تھا۔

پروفیسر آرچر اپنے ایک حالیہ مضمون میں لکھتے ہیں کہ ۴۵ تا ۵۰ ملین سال پہلے جب آسٹریلیا اور قطب جنوبی پھٹ کر علیحدہ ہوئے تھے اس وقت آسٹریلیا ہر طرف سے ایسے سمندر میں گھرا ہوا تھا جن میں کروڑوں قسم کی انواع بھری پڑی تھیں اور ان میں سے بہت سی نئی بستیوں کی تلاش میں آسٹریلیا آ گئی تھیں۔ ہم یہ کبھی نہ جان سکیں گے کہ ان میں سے کتنی انواع اس کٹھن سفر میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور کتنی یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئیں۔ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ ۹/اکتوبر ۹۸ء)

جنگلوں کے جانور اور فضاؤں کے پرندے جب چاہیں اور جہاں چاہیں خدا کی زمین میں دانا دنکا چگنے کے لئے اور نئی بستیاں آباد کرنے کے لئے جا سکتے ہیں۔ ان کو موج ہے کسی ویزے کی ضرورت نہیں۔ یہ مشکل انسانوں ہی کو کچھ عرصہ سے ہے۔

-☆-☆-☆-

گھوڑے سننے اور اطاعت کرنے کی صفت کی وجہ سے تین سو تک الفاظ یاد رکھ سکتے ہیں

"ڈیون" انگلینڈ میں گھوڑوں کی نفسیات کا ایک ادارہ قائم ہے جس کے سربراہ Dr. Marthe Kiley-Worthington ہیں۔ انہوں نے پانچ سالہ تحقیق و تجربہ کے بعد بتایا ہے کہ گھوڑے اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ تین سو تک الفاظ یاد رکھ سکتے ہیں۔ ان الفاظ میں نام، کام اور تعریفی الفاظ شامل ہیں۔ سکھانے کے بعد گھوڑوں کا امتحان بھی لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب گھوڑوں کی تعلیم و تربیت (ٹریننگ) ان کی پیدائش سے ہی شروع کر دیتے ہیں۔ ان کو فیملی گروپس میں رکھا جاتا ہے اور ہر گھوڑے کا علیحدہ معلّم (ٹرینر) ہوتا ہے۔ سکھانے کا طریق یہ ہے کہ گھوڑے کے سامنے ایک چیز لا کر بار بار اس کا نام دہرایا جاتا ہے۔ جب گھوڑا کئی اشیاء کے نام سیکھ جاتا ہے تو محض نام ادا کرنے سے وہ چیز کو سمجھ لیتا ہے۔ ایسے ہی گھوڑے کے سامنے بعض الفاظ بول کر وہ حرکات کرائی جاتی ہیں مثلاً تیز چلو، ڈلکی چال چلو، آہستہ چلو وغیرہ۔ بعد میں یہ الفاظ سن کر گھوڑا وہ حرکات کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح گھوڑے سرخ، نیلے اور پیلے رنگوں کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ گھوڑے اپنے معلّم کے احکام کو سنتے اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور یوں تین سو الفاظ تک سمجھنے اور یاد رکھنے کی استعداد حاصل کر لیتے ہیں۔ (ماخوذ از ٹیلیگراف لندن بحوالہ سڈنی ہیرلڈ۔ ۲۸/جولائی ۹۸ء)

الغرض گھوڑے اپنے مالک کے احکام کو سنتے اور اسکی اطاعت کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ ان کی ذہانت اور وفاداری ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔ قرآن مجید میں بھی گھوڑوں کا ذکر متعدد بار آیا ہے بلکہ ایک سورت کا تو نام ہی "العادیات" یعنی دوڑنے والے گھوڑے رکھا گیا ہے اور اس میں بالخصوص ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کو بطور گواہ پیش کیا گیا ہے اور ان کا تعریفی انداز میں ذکر مومنوں کیلئے بطور ایک انعام اور سبق کے کیا گیا ہے۔ اس سورت میں گھوڑوں کا ذکر ایسے پیارے انداز میں کیا گیا ہے کہ انکی ذہانت اور اطاعت کی تصویر آنکھوں کے سامنے ابھر کر آ جاتی ہے۔ یہ گھوڑے اپنے مالکوں کے احکام کے تحت ایسے جوش و خروش اور ذوق و شوق سے دوڑتے ہیں کہ ان کے نتیجہ میں ہانپنا شروع کر دیتے ہیں۔ رستے کی سختیوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے چنانچہ ان کے سموں سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ پھر لمبے اور مشکل سفر کے بعد نہ ہمت ہارتے ہیں اور نہ آرام کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ اپنے مالک کی اطاعت میں صبحدم تیزی سے غبار اڑاتے ہوئے دشمن کو غارت کرنے کیلئے اس پر پڑتے ہیں اور جان کی بازی لگاتے ہوئے دشمن کی صفوں میں جا گھستے ہیں اور تیروں کی بارش کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ خدا ان کی مثال پیش کر کے فرماتا ہے کہ ان گھوڑوں کی طرف دیکھو کہ وہ اپنے مالک کی کیسی اطاعت کرتے ہیں تمہارا بھی ایک مالک ہے اور وہ حقیقی مالک ہے۔ اگر تم ان وفادار اور اطاعت شعار گھوڑوں کو غور سے دیکھو گے تو تمہارے نفوس خود گواہی دیں گے کہ تم اپنے مالک کے انعامات کی قدر نہیں کرتے بلکہ ناشکری کرتے ہو۔ تم اطاعت اور وفا کا سبق اپنے گھوڑے سے ہی سیکھو۔

-☆-☆-☆-

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بقیہ:- مختصرات از صفحہ اول

مندرجہ ذیل سوالات بھی کئے گئے:

☆ مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت ﷺ کا مرکز مدینہ ہی رہا۔ جماعت احمدیہ کی ہجرت کب ختم ہو گی؟

☆ قرآنی دعا ربّنا اٰتنا في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب النار میں شروع میں حسنة اور آخر میں النار کا کیا تعلق ہے؟

☆ ہماری یعنی احمدیوں کی گفتگو میں اکثر "جماعتی روایات" کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

☆ قرآن مجید کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا ہے۔ جوڑے سے کیا مراد ہے؟

☆ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق پر روشنی ڈالیں۔

☆ عذاب کے لئے قرآن مجید میں ذُق یا ذُوقوا کے الفاظ آئے ہیں۔ ان کے کیا معنی ہیں؟

☆ شیطان کون تھا، کیا وہ شروع سے ایسا ہی تھا؟

جمعرات، ۲۵/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۸ جو ۶/جون ۱۹۹۴ء کو نشر کی گئی تھی دوبارہ پیش کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۶/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرنچ بولنے والے لوگوں کی ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔ پروگرام میں کئے جانے والے بعض سوالات اور ان کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں:

☆ حضرت یونس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام میں کیا مشابہت ہے؟

☆ قیامت کے دن کا مقصد کیا ہے؟ خدا تعالیٰ تو ہر ایک کے متعلق سب کچھ جانتا ہے؟

☆ جب بہن بھائی آپس میں قرض لیں تو کیا وہ بھی تحریر میں لایا کریں؟

☆ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لیڈرز کہلاتے ہیں۔ ان دونوں میں کیا مشابہت تھی؟

☆ اگر کوئی احمدی باقاعدہ چندہ نہیں دیتا تو کیا اُس کی دعوت قبول کر لینی چاہئے؟

☆ کیا مستقبل قریب میں ذیابیطس کے لئے کسی نئے شفا دینے والے علاج کی توقع ہے؟

☆ آیات کریمہ: فامّا اليتيم فلا تقهر - و امّا السّائل فلا تنهر - و امّا بنعمة ربّك فحدّث - کی تشریح کی بابت بھی ایک سوال کیا گیا۔

(مرتبہ: امۃ المجید چودھری)

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

بھکادے میں آکر بولا "چھ ماہ کے اندر یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اٹھا باہر پھینکوں گا"- آپؓ نے فرمایا "...... تمہیں خدا ایسا اٹھا پھینکے گا اور ایسا غائب کردے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آؤ گے"- پس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان دکھاتے ہوئے ہفتہ عشرہ میں اسے روپوش کردیا اور اُس کی اولاد نے اُس کی تلاش میں ایک جہان چھان مارا مگر اس کا سراغ نہیں ملا-

چونکہ حضرت مولوی صاحبؓ دن رات دعوت الی اللہ کے سفر پر رہتے تھے تو خونخوار جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے آپؓ نے دعا کی- اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور ایک شیر کو آپؓ کے لئے بطور محافظ مامور فرما دیا- ایک دفعہ آپؓ ایک شاگرد کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے- جنگل میں داخل ہوتے ہی جب شیر آموجود ہوا تو شاگرد کی چیخیں نکل گئیں- آپؓ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "ڈرو نہیں- یہ شیر تمہیں کچھ نہیں کہے گا- اسے میرے محافظِ حقیقی اللہ نے میری حفاظت کے لئے مامور کیا ہوا ہے- یہ میرے دائیں بائیں آگے پیچھے چلتا رہتا ہے اور دوسرے جنگلی جانوروں سے میری حفاظت کرتا ہے اور جب بستی آتی ہے تو واپس لوٹ جاتا ہے"-

کوٹلی میں آپؓ کے مرید بھی ملاؤں کے اس فتوے سے خائف تھے کہ محبوب عالم جس کے گھر میں داخل ہوگا اُس کا نکاح ٹوٹ جائے گا- آخر آپؓ نے ایک مرید سے کہا کہ میں تمہارے گھر میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ صحن میں چبوترے پر رات گزار لوں گا- اُس نے کہا سرما کی شدید سردی میں آپؓ زندہ کیسے رہیں گے- آپؓ نے فرمایا "میں نہیں مروں گا بلکہ تمہیں بھی زندہ کروں گا"- چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ساری رات دعائیں کرتے ہوئے چبوترے پر گزار دی- اگلی صبح گھر والے آپؓ کو زندہ تسبیح و تحمید میں مصروف دیکھ کر آپؓ کے قدموں میں آگرے اور اسی وقت قبول احمدیت کی توفیق پانے والوں میں مکرم حاجی امیر عالم صاحب مرحوم (جو بعد میں امیر علاقہ آزاد کشمیر ہوئے) اور مکرم منشی علم دین صاحب (جنہیں ۴۷ء میں شہادت نصیب ہوئی) شامل تھے- یہ تاریخی چبوترہ محفوظ رکھا گیا- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے قبل اپنے دورہ کشمیر کے موقع پر اس چبوترے پر دو نفل بھی ادا فرمائے- اب اس پر ایک چھوٹی سی مسجد "یادگار" تعمیر کردی گئی ہے-

ایک بار حضرت مولانا صاحبؓ کو علم ہوا کہ ایک لاعلاج کوڑھی جس کے گھر والوں نے بھی اسے چھوڑ دیا تھا نہایت بُری حالت میں ایک جھونپڑے میں مقیم ہے- آپؓ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوگیا ہے- آپؓ نے اُس کا گند صاف کیا اور اُس کیلئے پرہیزی کھانا اپنے گھر سے لانا شروع کیا اور کئی بار اُس کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا- آپ چونکہ ایک مانے ہوئے حکیم بھی تھے اس لئے دوائی بھی شروع کروائی اور کتنی ہی راتیں دعائیں کرتے ہوئے گزاری جنہیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اُس مردہ کوڑھی کو شفا دے کر قبولیت دعا کا زندہ نشان بنادیا- آپؓ ایک بلند پایہ حاذق طبیب تھے اور آپؓ کے ایسے کئی مریض شفایاب ہوئے جنہیں ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے رکھا تھا-

آپؓ پر جب بے پناہ مظالم ڈھائے گئے تو آپکی کربناک دعاؤں کو سُن کر اللہ تعالیٰ نے آپکو تسلی دیتے ہوئے دکھایا کہ بڑے بڑے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے ہیں- چنانچہ آپؓ نے فرمایا کہ بڑے بڑے معاند ہلاک ہونگے- چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دشمن ہلاک ہوئے اور وہ علاقہ احمدیت کی آغوش میں آگیا- اسی طرح ایک بار آپؓ نے دشمنوں کی اذیت اور سنگلاخ زمین کا سوچ کر اپنے وطن گجرات جاکر دعوت الی اللہ کرنے کا پروگرام بنایا تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو فرمایا کہ تم یہیں رہو اور دشمن ہی برباد ہوں گے-

حضرت مولانا صاحبؓ نے اردو اور عربی میں کئی نظمیں کہیں لیکن فارسی کے قادرالکلام شاعر تھے- کشمیر کے کئی رؤسا نے آپؓ کی خدمت میں زمینیں اور جائیدیں پیش کیں لیکن آپؓ نے قبول نہ فرمائیں- ایک رئیس کی پیشکش کے جواب میں فرمایا "...... میری اولاد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف ہے، دین کی خدمتگار رہے گی اور آسمان سے رزق پائے گی"- چنانچہ آپؓ کے دونوں صاحبزادگان نے زندگی وقف کرنے کی سعادت پائی-

حضرت مولانا صاحبؓ اپنے آقا حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل میں ایسے طور پر دعوت الی اللہ میں محو ہوئے کہ اپنے وطن کو بالکل ہی بھول گئے- لیکن جب حضرت اقدسؑ کا وصال ہوا تو آپؓ کے دل میں بھی گجرات واپس لوٹ آنے اور اپنے عزیزوں میں تبلیغ کرنے کا خیال پیدا ہوا- آپؓ نے اس کی اجازت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں عرض کیا تو حضورؓ نے اجازت نہ دی اور فرمایا "...... آپ کا وہیں رہنا بہتر ہے"- چنانچہ اس کے بعد آپؓ کشمیر کے ہی ہو رہے اور صرف جلسہ سالانہ سے واپسی پر چند دن گجرات میں قیام کرکے دعوت الی اللہ کا حق ادا کرتے رہے- ۱۹۲۳ء کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے جانے سے قبل اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو وفات کی خبر دے دی تھی- چنانچہ آپؓ نے روانگی کے وقت گھر میں ایک رقعہ لکھ کر چھوڑا "خدا حافظ اب دوبارہ ملاقات ممکن نہیں"- جلسہ کے بعد اپنے آبائی وطن چک پرانہ ضلع گجرات تشریف لائے اور معمولی سی علالت کے بعد ۴ر جنوری ۱۹۲۴ء کو وفات پاگئے-

-......☆......☆......☆......-

مسند احمد بن حنبلؒ

حضرت امام احمد بن حنبل کا ذکر خیر ۲۳ر فروری ۹۶ء کے "الفضل انٹرنیشنل" کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے- روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم ستمبر میں مکرم محمد احمد صاحب کے قلم سے آپؒ کی "مسند" پر ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے-

اس مسند کا شمار علماءِ حدیث نے حدیث کی صحیح اور مستند کتب میں کیا ہے اور یہ احادیث کا سب سے ضخیم مجموعہ بھی ہے جس میں احادیث کی تعداد تیس سے چالیس ہزار بتائی جاتی ہے اور ابن خلدون کے نزدیک یہ تعداد پچاس ہزار ہے- محدثین کو اعتراف ہے کہ یہ احادیث کی سب سے جامع کتاب ہے جو بہترین انتخاب بھی ہے- اس میں ۳۵۵ ثلاثی روایات ہیں یعنی مصنف اور آنحضور ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں- اس میں اکثر صحابہؓ کے فتاویٰ اور فقہ کا ایک بڑا ذخیرہ بھی جمع ہے-

حضرت امام احمد بن حنبلؒ احادیث کے علاوہ کسی اور چیز کی تدوین جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور شخص کی آراء کی جمع و تدوین کو بدعت قرار دیتے تھے- آپؒ نے مسند کو مسودہ کی شکل میں چھوڑا تھا- جس میں بعد میں آپؒ کے صاحبزادے عبداللہ اور ابو بکر قطیعی نے بھی بعض اضافے کئے-

-......☆......☆......☆......-

اعزازات

☆ مکرمہ طیبہ بشریٰ صاحبہ M.Sc میتھ کے پہلے سمسٹر میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں اوّل آئیں-

☆ مکرمہ ماریہ نصیر احمد ۹۸ء میں GCSE کے امتحان میں تمام مضامین میں اے (جبکہ دو مضامین میں اے سٹار) گریڈ حاصل کیا-

☆ مکرم بینا الٰہی صاحبہ نے فائین آرٹس B.F.A کے دوسرے سال میں پنجاب یونیورسٹی میں اول آکر گولڈ میڈل حاصل کیا-

☆ مکرم منور لقمان صاحب نے چالیسویں نیشنل سوئمنگ چیمپئن شپ میں ۱۵۰۰ میٹر فری سٹائل میں اول آکر گولڈ میڈل حاصل کیا- نیز دیگر مقابلہ جات میں کانسی کے چار تمغے بھی جیتے-

☆ مکرم محمد احسن صاحب نے M.Sc فزکس میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں دوسری پوزیشن حاصل کی-

☆ مکرم عبدالسمیع بصیر صاحب آف گلڈفورڈ، یوکے کا نام پیشہ وارانہ نمایاں ترقیات کی بنیاد پر انٹرنیشنل ہواز ہو کے لئے منتخب کیا گیا-

☆ مکرم عطاء الغفار صاحب نے F.Sc پری انجینئرنگ گروپ میں فیصل آباد بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی-

☆ مکرمہ ثمرینہ حمید صاحبہ نے قومی سطح پر منعقد ہونے والے بین الصوبائی گرلز اتھلیٹکس ٹورنامنٹ ۹۸ء کے مقابلہ جیولن تھرو میں اول آکر گولڈن کپ حاصل کیا-

☆ مکرمہ عذرا منور صاحبہ M.Sc زوآلوجی میں سندھ یونیورسٹی میں دوم آئیں-

☆ مکرم طاہر احمد صالح صاحب نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے .B.Tech کے امتحان میں یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی-

☆ مکرمہ ثمارا ناہید صاحبہ نے .F.A میں ضلع سیالکوٹ میں اول پوزیشن حاصل کی-

☆ مکرمہ سارہ احمد ملک صاحبہ F.Sc (پری میڈیکل) میں لاہور بورڈ میں اوّل آئیں-

-......☆......☆......☆......-

مکڑی

مکڑی ایسا کیڑا ہے جو نہ صرف فنِ تعمیر میں ماہر ہے بلکہ تعمیری مواد پیدا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے- اس کی تقریباً بتیس ہزار اقسام دنیا میں پائی جاتی ہیں- روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ر ستمبر ۹۸ء میں ایک معلوماتی مضمون مکرم طارق محمود سدھو صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

مکڑی کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں- ہر ٹانگ کے سات حصے ہوتے ہیں اور آخر پر پنجہ یا بال نما ساختیں ہوتی ہیں جو اسے دیواروں اور چھتوں پر چلنے میں مدد دیتی ہیں- یہ ساختیں بہت حساس ہوتی ہیں اور ہلکی سی تھرتھراہٹ کو بھی محسوس کرلیتی ہیں- اگر مکڑی کہیں پھنس جائے جہاں سے نکلنا مشکل ہو تو یہ اپنی دو تین ٹانگیں توڑ کر بھی خود کو آزاد کرلیتی ہے-

مکڑیوں کی کچھ اقسام ایک خاندان کی شکل میں رہتی ہیں لیکن زیادہ تر تنہا رہنا پسند کرتی ہیں- جسامت کے اعتبار سے یہ ایک ملی میٹر سے لے کر نو سینٹی میٹر تک ہوتی ہیں- عام طور پر مکڑی کے سر کی اگلی جانب آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں- منہ کا ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے دوسرے جانداروں کا جوس چوستی ہے- اس کے سر کے قریب زہر پیدا کرنے والے غدود واقع ہوتے ہیں- یہ زہر ایک نالی کے ذریعے باہر نکلتا ہے اور دوسرے حشرات کو ہلاک کردیتا ہے یا شدید زخمی کردیتا ہے- بعض مکڑیوں کے زہر بعض پرندوں کو بھی ہلاک کردیتے ہیں- اکثر مکڑیاں طویل عرصے تک بھوکی رہ سکتی ہیں مثلاً ایک قسم کی مکڑی تقریباً دو سو آٹھ دن تک بھوک برداشت کرلیتی ہے-

مکڑی کا خون بے رنگ ہوتا ہے جو بغیر نالیوں کے جسم میں حرکت کرتا رہتا ہے- مادہ مکڑی انڈے دیتی ہے- بچے جلد ہی چلنا سیکھ لیتے ہیں اور جلد ہی آزادانہ زندگی بسر کرنے لگتے ہیں- تمام مکڑیاں جالا نہیں بنتیں لیکن ہر مکڑی میں جالا بننے کے اعضاء تین جوڑیوں کی صورت میں جسم کے پچھلے حصہ میں موجود ہوتے ہیں- ان اعضاء میں سینکڑوں کی تعداد میں باریک نالیاں ہوتی ہیں جو پروٹین سے بنے ہوئے مادے کو باہر نکالتی ہیں- یہ مائع پروٹین باہر آکر سخت دھاگہ نما صورت اختیار کرلیتی ہے- مکڑی چلتے ہوئے رستے میں دھاگے کی ایک لمبی لکیر بناتی جاتی ہے جو اِس کے جسم سے مسلسل جُڑی رہتی ہے- ایک مرتبہ بُنا ہوا جالا تمام عمر کام نہیں آتا کیونکہ جالے میں کچھ دھاگے گیلے یا لیس دار ہوتے ہیں جو خشک ہوکر بیکار ہوجاتے ہیں اس لئے مکڑی اِن دھاگوں کو اور بعض دفعہ پورے جالے کو کھا جاتی ہے اور اس جالے کی پروٹین مکڑی کے غدود میں دوبارہ شامل ہوکر نئے دھاگے پیدا کرتی ہے-

گو مکڑی کی آنکھیں زیادہ دور تک نہیں دیکھ سکتیں لیکن اِس کی ٹانگیں تھرتھراہٹ کو محسوس کرسکتی ہیں اور جونہی کوئی کیڑا مکوڑا اِس کی پیچھے چھوڑی ہوئی تار سے ٹکراتا ہے اِسے علم ہوجاتا ہے کہ کیڑا کس قسم کا ہے اور اُس کا سائز کیا ہے-

-......☆......☆......☆......-

لِقَاءِ مَعَ الْعَرَبْ

۲ر دسمبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

گزشتہ ملاقات میں سورۃ یوسف کی آیت ﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ......الخ.﴾ (سورۃ یوسف ۷۱) میں "تاویل احادیث" سے متعلق بات ہو رہی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مجلس میں اس مضمون پر مزید روشنی ڈالی۔

حضور نے فرمایا جہاں تک خوابوں کی تاویل و تعبیر کا تعلق ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی سب سے پہلی خواب جس کا ذکر سورۃ یوسف کے شروع میں آتا ہے اس کو آپ بالکل بھی سمجھ نہیں سکے تھے۔ انہوں نے وہ رؤیا اپنے والد کے سامنے بیان کی جو خود بھی نبی تھے۔ ان کے والد نے اس رؤیا کی تعبیر جان لی۔ اس آیت میں تاویل الاحادیث کا جو وعدہ حضرت یوسفؑ سے کیا جارہاہے یہ دراصل انہیں وسیع علم اور حکمت دئے جانے کا وعدہ ہے اور خوابوں کی تعبیر کا علم اس کا ایک جزو ہے۔

--☆☆☆--

سوال: محترم حلمی شافعی صاحب نے کہا کہ ایک دوست نے سورۃ یوسف ہی کی ایک آیت ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَو لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهٰنَ رَبِّهٖ. كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَاۤءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (یوسف:۲۵) کے بارہ میں دریافت کیا ہے کہ اس آیت میں هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا کا کیا مطلب ہے؟

حضور نے فرمایا یہ بہت اہم سوال ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں لوگوں نے یہاں تک کہ بعض نامور علماء نے بھی ہمیشہ غلطی کھائی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس آیت میں وقف غلط جگہ کرتے ہیں جس سے معانی میں بڑا فرق پیدا ہوتا ہے۔

آیئے اب پہلے ہم اس سے قبل کی آیت کو پڑھتے ہیں جس سے آیت زیر غور کا مفہوم سمجھنے میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔

﴿وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾۔ یہاں تک تو بالکل ٹھیک ہے۔ ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ. اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (سورۃ یوسف: ۲۴)۔ اس آیت کا آخری حصہ بہت اہم ہے۔ حضرت یوسفؑ کا جواباً رد عمل یہ تھا کہ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ. اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اگر آپ اس آیت کے آخری حصہ کے پیغام کو سمجھ جائیں تو پھر اس کے بعد آنے والی آیت کے مفہوم کو سمجھنا آپ کے لئے آسان تر ہو جائے گا۔ اور اگر اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں ناکام رہے تو پھر اس کے بعد آنے والی آیت کی تفسیر لازماً غلط ہو جائے گی اور یہی کچھ تو لوگ کرتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ حضرت یوسفؑ کا یہ قدرتی رد عمل پیش کرتے ہیں کہ معاذاللہ میرا اس کام سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اس کے فوراً بعد اس سے اگلی آیت کا ایسا ترجمہ کرتے ہیں گویا کہ وہ اس آیت کے مخالف اور متضاد مضمون بیان کر رہی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آیت زیر نظر کو کیسے پڑھا جانا چاہئے۔

"وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ. وقف۔ وَ هَمَّ بِهَا لَو لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ......الخ۔ وَ هَمَّ بِهَا کو آیت کے اگلے حصہ کے ساتھ ملا کر اکٹھا پڑھا جائے گا۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا اکٹھا ملا کر پڑھنا غلط ہے۔ بلکہ اسے اسی طرح پڑھا جانا چاہئے جیسے کہ میں نے پڑھا ہے۔ "وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ" الگ پڑھا جائے گا اور وَ هَمَّ بِهَا لَو لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ الگ پڑھا جائے گا۔ اگر اس نے اپنے رب کی آیات نہ دیکھی ہوتیں یا اپنے رب کا خاص محبت کا سلوک یا جو کچھ بھی تھا تو ممکن تھا کہ وہ بھی اس عورت کی طرف مائل ہو جاتا۔

اس آیت کا صرف اس طرح پڑھنا ہی درست نہیں بلکہ یہ اس سے قبل حضرت یوسفؑ کے بیان سے بھی عین مطابقت رکھتی ہے۔ یہ علماء غلط جگہ وقف کر کے بڑی فاش غلطی کرتے ہیں۔ عام طور پر وہ اس آیت کو یوں پڑھتے ہیں۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا۔ وقف۔ لَو لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ایسا پڑھنا غلط ہے۔ اس سے حضرت یوسفؑ کے بیان کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور مستزاد یہ کہ مطلب بالکل الٹ اور غلط ہو جاتا ہے۔ اس کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ اس عورت نے ان کے ساتھ غلط کام کرنے کا فیصلہ کیا یا ان کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ یا جو کچھ بھی وہ کرنا چاہتی تھی بہرحال اس نے جو بھی برا ارادہ کیا تھا اسے پورا کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت یوسف بھی اس کی طرف مائل ہو جاتے اگر انہوں نے خدا تعالیٰ کی آیات و نشانات ملاحظہ نہ کئے ہوتے۔ اور اس سے پہلی آیت بتاتی ہے کہ آپ نشان دیکھ چکے تھے اور انہوں نے اس عورت کے ارادہ کو کلیۃً رد کر دیا۔ اور کہا مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ. یہی اس آیت کے حقیقی درست اور قابل قبول معنی ہیں۔ اور یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہئے کہ "هَمَّ بِهَا" مشروط ہے جبکہ "هَمَّتْ بِهٖ" مشروط نہیں ہے۔

--☆☆☆--

سوال: حاضرین مجلس میں سے ایک خاتون نے کہا کہ میرا سوال "میثاق النبیین" کے متعلق ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم کی دو آیات ہیں۔ ایک آیت "میثاق النبیین" کا یہ مفہوم بتاتی ہے کہ انبیاء پر لازم ہے کہ وہ مستقبل میں آنے والے رسولوں پر ایمان لائیں۔ اور پھر سورۃ الاحزاب میں اسی طرح کا میثاق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی لیا گیا تھا۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی رسول آئیں گے؟

جواب:- حضور انور نے فرمایا: آیئے ان آیات کو ایک ایک کر کے پڑھتے ہیں۔ اور ان آیات میں قرآن کریم نے جو خاص الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو سامنے رکھ کر مضمون پر غور کرتے ہیں۔ سورۃ احزاب کی آیت ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ (الاحزاب: ۸)

اور اب سورۃ آل عمران کی جس آیت میں میثاق النبیین کے الفاظ آئے ہیں وہ آیت پڑھتے ہیں:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ. قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا. قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

(آل عمران: ۸۲)

سورۃ احزاب میں میثاق النبیین کا ذکر کرتے ہوئے کیوں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کہا "وَمِنْكَ"۔ کہ اے محمدؐ ہم نے تجھ سے بھی یہ میثاق لیا۔ یہ آیت سورۃ احزاب میں ہے اور اسی سورۃ میں آیت خاتم النبیین بھی مذکور ہے۔ یہ بہت اہم امر ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن کریم خاتم النبیین جیسی بنیادی آیت کے مقابل پر اس کے مخالف مضمون والی آیت اسی سورۃ میں ذکر کر رہا ہو۔ یہ قرآن کریم کا خاص طریق بیان ہے کہ اگر کسی آیت کے سمجھنے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو رہی ہو یا غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو قرآن کریم خود اس غلط فہمی کا ازالہ کرتا ہے۔

تمام مسلمان بلا استثناء اس آیت خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نوع کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کوئی نئی شریعت لاتا ہے یا بغیر شریعت کے آتا ہے۔ بس خاتم کا مطلب ہے ہر چیز کا خاتم۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں۔ اور یہ حتمی اور قطعی فیصلہ ہے۔ اور اس آیت خاتم النبیین سے قبل چند آیات کے وقفہ پر آیت میثاق درج ہے کہ ہم نے تمام نبیوں سے جو پہلے گزر چکے ہیں میثاق لیا اور اے محمدؐ تجھ سے بھی۔

یہ بہت دلچسپ امر ہے لیکن سب سے پہلے میثاق کو سمجھنا ضروری ہے۔ پھر "مِنْكَ" کی طرف آئیں تو تمام مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ وہ کون سا میثاق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی لیا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ. قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا. قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

(آل عمران: ۸۲)

اور یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیوں سے عہد لیا یہ کہتے ہوئے کہ بعد اس کے کہ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت دے دی پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو میں نے تمہیں دیا ہے تو تم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لاؤ اور ضرور اس کی مدد کرو۔ پھر خدا نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور میری اس ذمہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

داری کو قبول کرتے ہو تو انہوں نے کہا: "ہاں ہم اقرار کرتے ہیں"۔

یہ ہے عہد۔ اب اگر اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بتادیا تھا کہ تم ان معنوں میں خاتم ہو کہ تمہارے بعد اب کبھی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر خدا تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کیسے یہ عہد لے سکتا ہے؟۔ اسے چاہئے تھا کہ "مِنكَ" کے لفظ کو نظر انداز کرتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ معمولی سا لفظ ویسے ہی زائد کر دیا گیا ہے۔ غلطی سے لکھا گیا ہے۔ ایسا کبھی ہو نہیں سکتا۔ قرآن کریم میں کوئی غلطی نہیں، کوئی اختلاف نہیں۔ اور ایک لفظ بھی کم یا زائد نہیں۔ لفظ "مِنكَ" خاتمیت کو سمجھنے کی کنجی ہے کیونکہ اس عہد سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔

دوران بحث جب یہ آیت غیر احمدی علماء کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اس آیت کا ترجمہ اس طریق پر نہیں کیا جائے گا جس طرح آپ نے کیا ہے۔ کیونکہ کسی نبی نے بعد میں آنے والے نبی کی بیعت نہیں کی تو پھر "لَتُؤمِنُنَّ بہ" کا کیا مطلب ہوا؟۔ وہ کسی نبی پر ایمان لا سکتے ہیں جبکہ ابھی وہ مبعوث ہی نہیں ہوا؟۔ اس لئے اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ پھر "لَتُؤمِنُنَّ بہ" کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ تم ایسے کسی نبی پر کبھی بھی ایمان نہیں لاؤ گے؟۔ دوسرے یہ کہ کسی بھی نبی پر ایمان لانے کے لئے اس سے جسمانی تعلق یا رابطہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں حتیٰ کہ ان پر بھی ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر بھی قرآن کریم نے نہیں کیا۔ ہمیں ان کی تاریخ کا بھی کوئی علم نہیں۔ ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ "لاَ نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِن رُسُلِہ۔ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ"۔ (البقرہ ۲۸۶:) یہ ہے ایمان۔ تمام رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ رسولوں کے وقت میں حاضر اور موجود ہونا ضروری نہیں۔ سو پہلی بات تو ثابت ہے کہ ایمان لانے والوں کا اور جس پر ایمان لایا جا رہا ہے دونوں کا ایک وقت میں موجود ہونا ضروری نہیں۔

دوسرے یہ کہ قرآن کریم آنحضرت ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو آپ کا صرف اپنے آپ پر ہی ایمان لانا فرض نہیں کرتا بلکہ آپ کا خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان لانے کو بھی لازم قرار دیتا ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک نہیں کی کہ وہ کسی

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

آنے والے نبی پر ایمان لائیں۔

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ۔

(البقرہ:۲۸۶) سب سے پہلا قدم جو ایک نبی اٹھاتا ہے وہ اس کا اپنے آپ پر ایمان لانا ہے۔

آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔

(البقرہ:۲۸۶) جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی نبی کا ہر دوسرے نبی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور یہی حکم آنحضرت ﷺ کے لئے بھی تھا۔ لیکن اگر آپ ان معنوں میں آخری نبی تھے جیسا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں تو پھر اس نبی کا جس نے آنا ہی نہیں میثاق میں کیوں ذکر کیا گیا؟ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔

جہاں تک ماضی میں آنے والے رسولوں کا تعلق ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان سب پر ایمان لائے تھے۔ پھر اس میثاق میں مستقبل میں مبعوث ہونے والے رسول پر ایمان لانے کے لئے خصوصاً آپ سے مخاطب ہو کر خدا تعالیٰ نے "مِنكَ" کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ یہ بہت ہی قابل توجہ اور اہم بات ہے۔

دوسرے یہ کہ الفاظ "لَتُؤمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ نہ صرف اس نبی پر ایمان لائیں گے بلکہ اس کی مدد بھی فرمائیں گے۔ ابھی حال ہی میں ہندوستان میں ایک مناظرہ ہوا۔ شاید تامل ناڈو کے علاقہ میں، جو احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ہوا، بڑا مشہور مناظرہ تھا۔ جس کا کافی چرچا ہوا۔ اس مناظرہ میں بھی یہ آیت پیش کی گئی تھی۔ ایک غیر احمدی عالم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ تو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ آپ آنے والے نبی کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ دلیل آپ پر صادق نہیں آتی۔

لیکن وہ عالم اس حقیقت کو بھول گئے کہ سورۃ احزاب میں جو میثاق بیان ہوا ہے اس میں لکھا ہے:

"وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰھِیْمَ ۔۔۔۔۔ الخ" (الاحزاب:۸)

سب سے پہلی مثال جو قرآن کریم ذکر کر رہا ہے وہ نوحؑ اور ابراہیمؑ کی ہے۔ جبکہ نوحؑ اور ابراہیمؑ آپس میں ملے ہی نہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک عظیم طوفان تھا جس نے ہر چیز تباہ و برباد کر دی تھی۔ وہ آپس میں ملے ہی نہیں تو پھر نوحؑ، ابراہیمؑ کی مدد کیسے کر سکتے تھے۔ اور اس لمبے فاصلہ اور وقفہ کے باوجود اگر نوحؑ ابراہیمؑ کی مدد کر سکتے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ آنے والے نبی کی مدد کیوں نہیں کر سکتے؟ جبکہ وہ آپ ہی کی امت میں سے ہوگا۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ "وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ"۔ (الصّٰفّٰت:۸۴) اس لحاظ سے یہ بہت خوبصورت مماثلت ہے جو اس صورت حال پر چسپاں ہو رہی ہے۔

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان ایک لمبا اور طویل زمانہ ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے نوحؑ سے آنے والے نبی کی مدد کا عہد لیا جو نوحؑ سے کئی صدیوں کے بعد پیدا ہوا اور اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اور وہاں یہ شرط بھی تھی کہ اے نوحؑ وہ نبی جس کی تم نے ضرور مدد کرنی ہے وہ بہر حال تمہارے طریق اور تمہارے نقش قدم پر آئے گا اور تمہارے افکار و عقائد کی پیروی کرنے والا ہوگا۔ اور کسی امر میں بھی تم سے اختلاف نہیں کرے گا۔ اگر ایسا نبی ظاہر ہوتا ہے تو اس کی مدد میں کیا نقصان اور کیا حرج ہے؟ اگر نوحؑ کے ذریعہ ابراہیمؑ کی مدد کی جا سکتی ہے ایک جماعت اور ہم مذہب ہونے کے ناطے سے تو پھر ایسا نبی جو کامل طور پر آنحضرت ﷺ کی غلامی اور تابعداری کا دم بھرتا ہو اور آپ ہی کی امت میں سے ظاہر ہو اُسے آنحضرت ﷺ کی تائید و مدد کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟

یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کسی بھی نبی کو دوسرے نبیوں کی تائید اور مدد کے بغیر ایمان اور قبولیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہاں تائید سے مراد یہ ہے جیسا کہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

"مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔۔۔۔۔ الخ"۔ (الصف:۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تائید و مدد کی نہ صرف آپ پر ایمان لا کر بلکہ آپ کے متعلق پیشگوئی کر کے بھی۔ اس طریق پر رسول ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے خود آنے والے موعود مہدی سے متعلق پیشگوئی فرمائی اور مسیح کی بعثت ثانیہ کی خبر دی۔ یہی تو ہے اصل حقیقت آپ کے تکمیل میثاق کی۔ اور یہ ایک اور ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ احادیث جن میں مہدی کے آنے کی خبر دی گئی ہے سچی ہیں اور ان کی سچائی کی بنیاد قرآن کریم پر ہے۔ اگر یہ ان احادیث کو بھی نہیں مانتے تو پھر میثاق کسی لحاظ سے بھی پورا نہ ہوا۔ کیونکہ یہی تو واحد طریق ہے کسی نبی کی تائید و مدد کا کہ وہ لوگوں کو خبردار کرے اور انہیں آنے والے موعود نبی کو قبول کرنے کے لئے تیار کرے۔ اس لئے مسیح موعود اور مہدی منتظر سے متعلق جتنی بھی احادیث ہیں وہ ساری اس آیت سے مصدقہ ہیں۔

اب سارا معاملہ صاف ہو گیا۔ اور نہ صرف سچائی ظاہر ہو گئی بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم کے اندر ایک منظم سسٹم ہے جو صداقتوں کو حقائق کی لڑیوں میں پروئے ہوئے ہے۔

اس آیت کے بارہ میں ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ ظہور کے بارہ میں احادیث میں جو ذکر ملتا ہے وہ ان کے مثیل کا آنا مراد ہے، نہ کہ عیسیٰؑ کا اسی پرانے جسم کے ساتھ آنا۔ وہ ان کے نام کے ساتھ آئے گا اور اس کے باوجود آنحضرت نے اسے نبی فرمایا ہے تو غیر احمدی علماء کہتے ہیں کہ تم غلط کہتے ہو۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا بلکہ اس سے مراد وہی عیسیٰؑ ہے جو پہلے ظاہر ہو چکا، جو پہلے سے ہی نبی ہے۔ ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے پھر امام مہدی کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ کیا وہ امتی نبی نہیں ہوگا؟ نبی اللہ نہیں ہوگا؟ آنحضرت ﷺ کا مطیع و فرمانبردار نہیں ہوگا؟ تو وہ کہتے ہیں نہیں وہ صرف امام مہدی ہوگا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر وہ میثاق کیسے پورا ہوگا۔ میثاق یہ کہتا ہے کہ تمہارے بعد جو نبی آئے گا تم پر لازم ہے کہ نہ صرف اس پر ایمان لاؤ بلکہ ضرور اس کی مدد کرو۔ پھر تو آپ نے صرف اس نبی عیسیٰ کی مدد کی جو آپ سے پہلے مبعوث ہوا تھا۔ اس نبی کا ذکر کہاں ہے جو آپ کے بعد آنے والا ہے؟ اور پھر آپ نے اس عہد کو کیسے پورا کیا؟

کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ تمام نبی جن سے خدا تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا ان سب نے تو اس عہد کو پورا کیا سوائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے؟ نعوذ باللہ من ذلک وہ اس عہد کو پورا کرنے میں ناکام رہے؟ یہ ناممکن ہے۔ آپ نے بہر حال اس عہد کو پورا کرنا تھا۔ لیکن بتائیں کہ آپ نے اس عہد کو کیسے پورا کیا؟ ہم بتا سکتے ہیں کہ امام مہدی کی تائید فرما کر آپ نے اس عہد کو پورا کیا جو امتی نبی ہے۔ جب آپ نے امام مہدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تو آپ نے اس میثاق کو پورا کر دیا۔

"الامام" اور "المہدی" ایک ہی وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ "عہدے اور مقام" ہیں۔ "الامام" وہ لیڈر جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ ہو کوئی اور نہیں اور "المہدی" جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دیا گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے اور وحی و الہام نازل کرے وہ کیسے راہنمائی کیا جا سکتا ہے؟ "الامام" جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہو اور "المہدی" جو خدا تعالیٰ سے راہنمائی کیا گیا ہو۔

تعجب اس بات پر ہے کہ دوسرے مسلمان جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں بھی ان دونوں شرطوں کے ماننے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ ہم جب ان سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کس قسم کا امام مہدی ہوگا؟ کیا وہ لوگوں کا منتخب کردہ ہوگا یا کسی مسلم گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوگا؟ تو وہ کہتے ہیں ہرگز نہیں۔ نہ تو وہ لوگوں کا منتخب کردہ ہوگا اور نہ ہی کسی کی طرف سے مقرر کیا جائے گا۔ وہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے بنایا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں ٹھیک، بالکل درست۔

اب مہدی کے متعلق بتاؤ کہ کیا وہ علماء سے ہدایت حاصل کرے گا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرے گا؟ تو کہتے ہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "المہدی" وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دیا گیا ہو۔ پھر ہم ان سے کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اب تم نبوت کی تعریف بتاؤ کیا ہے؟ ایک سچے نبی کی کیا علامات ہیں؟

نبی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امام بنایا گیا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت دیا گیا ہو۔ اور حقیقت میں یہی نبوت کی تعریف ہے جو قرآن کریم میں ایک جگہ بیان ہوئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نبیوں کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتا ہے:

"وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا" (الانبیاء: ۷۴)

"اَئِمَّۃً" امام کی جمع ہے "یَھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا" کا مطلب ہے، مہدی۔ اس کا کسی بھی اور رنگ میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن کریم تو ہر امر سے متعلق کلام کرتا ہے۔ البینات ہے۔ اور یہ کتنی خوبصورت بینات ہیں۔ کسی معاملہ کے بارہ میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ "ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ. ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ"۔ اگر کوئی شخص متقی ہے تو اسے قرآن کریم کا پیغام سمجھنے میں قطعاً کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

ابھی میں نے جس آیت کا حوالہ دیا ہے اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امام مہدی کیسا ہوگا۔ اس کا مقام اور حیثیت کیا ہوگی۔ اس کا شمار نبیوں میں کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء سے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

"وَنَجَّیْنٰہُ وَلُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا لِلْعٰلَمِیْنَ. وَوَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَۃً وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ. وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ......" (الانبیاء: ۷۲ تا ۷۴)

یہ سب امام تھے اور مہدی تھے اور المہدی کا مطلب ہے جس پر ہم اپنی وحی نازل کرتے ہیں۔ پھر قرآنی تعریف کے خلاف "الامام المہدی" ان سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے؟۔

اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا اور جَعَلْنٰھُمْ کسی اور نے ان کا انتخاب نہیں کیا بلکہ ہم نے انہیں امام بنایا۔

جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی آئے گا تو یہ بات آپؐ نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ اس کی بنیاد قرآن کریم کی دو آیات پر ہے۔ اوّل یہ کہ امام مہدی کی جو تعریف قرآن کریم بیان کر رہا ہے وہ صرف اور صرف نبی کے لئے مستعمل ہے۔ دوسرے یہ کہ اس پر لازم ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عہد کو پورا کرے۔

جب آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کے متعلق پیشگوئی فرمائی تو آپ نے خدا تعالیٰ کے ہاں سرخروئی حاصل کر لی کہ آپؐ نے اس کا پیغام پہنچادیا۔ اور میثاق کو پورا کر دیا۔

--☆☆☆--

سوال: ایک غیر احمدی دوست نے سوال کیا کہ افغانستان میں ہمارے مسلمان بھائی روس کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مجاہدین کہتے ہیں۔ کیا واقعی وہ جہاد کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو اصل جہاد کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ دلچسپ سوال ہے لیکن میں اس کا جواب موجودہ حالات اور تاریخ کے حوالہ سے دوں گا۔ تب ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ ان علماء کے نزدیک جہاد کیا ہے۔ جو جہاد بالسیف پر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اصل جہاد ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے جہاد کیسے شروع کیا۔ انہوں نے اسرائیل کے خلاف جہاد شروع کیا اور بُری طرح سے ناکام ہوئے اور ہر لحاظ سے شکست کھائی اور اپنے مزید علاقے ان کے حوالے کر دئے۔ اور اسرائیل کو اس کے اصل رقبہ سے بیس گنا بڑا کر دیا۔ تب ان پر حقیقت کھلی کہ یہ جہاد نہیں ہے اور فیصلہ کیا کہ آپس میں لڑیں جھگڑیں اور یوں دوسرا جہاد شروع ہو گیا۔ کیا یہ جہاد ہے یا مذاق ہے یا المیہ ہے؟ پھر انہوں نے سوچا کہ یہ جہاد نہیں ہے۔ افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔

جو لوگ جہاد کرتے ہیں ان کی مدد تو خدا تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں 'نہیں'۔ اس معاملہ میں نہیں۔ کیونکہ یہ جہاد ایسا ہے جو امریکہ کی مدد سے کیا جائے گا، عیسائیوں کی مدد سے کیا جائے گا۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کا اسوہ جہاد سے متعلق بالکل مختلف تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر ایک مشرک جو نامور سپہ سالار تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ ہمارا تمام تر بھروسہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ کسی مشرک کی مدد ہمیں نہیں چاہئے۔ اور کیسے آپؐ نے باوجود ہر قسم کی بے سروسامانی کے اپنے دشمن کو اذیتناک شکست دی۔ یہ تو ہے آنحضرت ﷺ کا نمونہ۔ اور یہ تھا اصل جہاد۔ لیکن شاید یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جہاد کی اصل حقیقت کا علم نہیں تھا۔ آپ کو چاہئے تھا کہ جہاد کے وقت مشرک اور اہل کتاب کی مدد لیتے۔ اسی سوچ کی بنا پر ان لوگوں نے امریکہ سے مدد لی اور امریکہ کی مدد سے لڑے۔ اور امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے بڑے فخر سے بیان دیا کہ یہ جہاد ہے۔ اور کچھ عرصہ قبل اسلامی ممالک نے عراق کے خلاف جو جہاد کیا ہے وہ بھی امریکہ کی مدد سے کیا۔ گویا اب کوئی بھی جہاد امریکہ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور بوسنیا میں مسلمانوں کے خلاف صرف اس لئے لڑائی کی جارہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ وہاں اصل جہاد کی ضرورت ہے۔ لیکن کتنے مسلمان ممالک ہیں جنہوں نے اس ملک کی مدد کی خاطر اس جہاد میں حصہ لیا ہے!؟۔ یہ بہت دلچسپ معاملہ ہے۔ میں اسے اچھی طرح کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں۔

جب سیکرٹری آف سٹیٹ سے ویتنام کے بارے میں سوال کیا گیا اور کہا گیا کہ تم پہلے ویتنام کو بری طرح تباہ و برباد کر چکے ہو اور اب تم افغانستان کو پاکستان کے ذریعہ ایک اور ویتنام بنانا چاہتے ہو۔ تو جانتے ہو ان کا جواب کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ تم نہیں جانتے ویتنام جہاد نہیں تھا۔ یہ جہاد ہے۔ اور ہم امریکن اسلامی جہاد کر رہے ہیں۔

روس کو شکست ہوئی اور وہ علاقے خالی کر کے چلا گیا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ یہ تو کافی نہیں۔ اصل جہاد تو یہ ہے کہ مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا قتل ہو۔

مجھے ایک بھی نظیر دکھاؤ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسلمانوں نے سوائے اپنے ہی خون سے ہولی کھیلنے کے کسی دشمن سے لڑائی کر کے اسے زیر کیا ہو؟ اصل جہاد کی بنیاد تو امن و سلامتی پر ہوتی ہے۔ فتح کے بعد ہر حال میں امن کا دور دورہ ہوتا ہے۔ یہ کیسا جہاد تھا کہ جب روس نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ یا افغانوں نے کہا کہ انہوں نے روس کو مکمل شکست دے دی ہے تو پھر کیا ہوا۔ افغانستان کی مسلمان جماعتوں نے ایک دوسرے کے خلاف مار کٹائی شروع کر دی۔ اور اب کتنے سالوں سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اور دونوں گروہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جہاد کر رہے ہیں۔

ایران میں دعویٰ کیا گیا کہ شاہ ایران کے خلاف جہاد ہے۔ اس کا معاملہ اختتام کو پہنچا تو پھر انہوں نے آپس میں لڑنا مرنا شروع کر دیا۔ یہ کس قسم کا جہاد ہے جو اس دنیا میں ہو رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ یہ تو سِوِل وار (Civil War) ہے۔ وسیع پیمانے پر جہاد کرنا چاہئے۔ ایک مسلمان ملک کو دوسرے مسلمان ملک کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ اور یوں عراق اور ایران نے آپس میں جہاد کرنا شروع کر دیا اور اصل جہاد شروع ہو گیا۔ یہ ایسا خوفناک جہاد تھا کہ جس میں انہوں نے پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کو قتل کیا۔ کسی علاقہ پر قبضہ نہ ہوا۔ کوئی فتح نصیب نہ ہوئی اور سوائے ایک دوسرے کے خون بہانے کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ لیکن ہر دو ممالک اس جنگ کو فخر سے اپنے لئے جہاد کا نام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک عراقی سپاہی جب ایک ایرانی کے ہاتھوں قتل ہوا تو اس ایرانی نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ گویا ایک کافر واصل جہنم ہوا۔ اور اگر کسی عراقی فوجی نے ایرانی فوجی کو قتل کیا تو عراقی نے صدائے تکبیر بلند کی کہ ایک اور کافر کو جہنم رسید کیا۔

جب ایک عام انسان ایسی حالت دیکھتا ہے تو سخت پریشان ہو جاتا ہے کہ وہ کسے جہاد کہے اور کسے نہ کہے۔ ہر کوئی اس سے کنفیوژ ہو سکتا ہے۔ پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہ درست طریق نہیں۔ آئیں اب اسے ختم کرتے ہیں۔ اور اب حقیقی جہاد کے لئے کوئی اور علاقہ ڈھونڈتے ہیں۔ اسی دوران انہیں اسرائیل اور فلسطین کے درمیان ایک معاہدہ کرنے کا موقعہ ملا اور جنگ ختم ہو گئی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم جہاد کے بغیر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ آؤ اب یاسر عرفات اور اس کے حامیوں کے خلاف تلوار اٹھاتے ہیں۔ اور یوں ایک اور جہاد کی ابتداء ہو گئی۔

خدا کے واسطے سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہ جہاد نہیں ہے۔ جہاد جو خدا تعالیٰ نے فرض کیا تھا وہ غیر مشروط نہیں تھا۔ اس کے ساتھ واضح شرائط تھیں۔

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ﴾ (الحج: ۴۰)

اس جہاد میں جسے تم جہاد کہتے ہو قرآن کریم کی اس آیت کا آخری حصہ "وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ" کلی طور پر مفقود ہے۔ اور یہ حصہ بہت نمایاں، اہم اور لازمی حصہ ہے جو اس جہاد میں صاف اور نمایاں نظر آتا ہے جو جہاد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جب بھی آپ کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی خدا تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ اس کے برعکس ان مسلمانوں نے جب بھی جنگ کی آپس میں ہی لڑنا شروع کر دیا اور ہر معاملہ خلط ملط ہو کر رہ گیا اور کوئی واضح انجام نظر نہ آیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بدقسمتی سے آپس میں لڑنے والی دونوں جماعتیں مسلمان تھیں۔ یہ کس قسم کا جہاد ہے؟

ہم تو ایسے جہاد پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم تو صرف اس جہاد پر یقین رکھتے ہیں جو سورۃ الحج میں بیان ہوا ہے۔ "اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ" جنگ کا آغاز پہلے دشمن کی طرف سے ہوا۔ "بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا" اور وہ مسلمان معصوم تھے، بے قصور اور بے گناہ تھے۔ ان سے جنگ کئے جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔ "وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ"۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم کمزور ہو اسی لئے تم پر ظلم کیا گیا۔ اگر تم کمزور نہ ہوتے تو پھر دشمن کو تم سے لڑائی کی جرأت نہ ہوتی۔ اس کمزوری کے باوجود خدا تعالیٰ ان مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ ان کے ساتھ جنگ کرو۔ میں تمہیں دشمن کے خلاف جنگ کا حکم دیتا ہوں اور میں ہی تمہاری مدد کروں گا۔ "وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ" یہ وہ سچا جہاد ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ اور یہ جہاد ہمیشہ اس وقت فرض ہوگا جب اس کی شرائط دنیا کے کسی بھی علاقہ میں پیدا ہونگی۔ جب تم دیکھو گے کہ خدا کے بندوں پر ظلم کیا جارہا ہے۔ ان کی مسجدیں منہدم کی جارہی ہیں۔ اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا جارہا ہے، انہیں قتل کیا جارہا ہے صرف اس جرم کی بنا پر کہ وہ کہتے ہیں "رَبُّنَا اللّٰہ" اللہ ہمارا رب ہے۔ ایسی حالت میں لڑائی کی جو بھی صورت ان لوگوں پر فرض کی جائے، اس کا نام جہاد ہے۔

اس کے علاوہ بھی تو ایک جہاد ہے جو جہاد بالقرآن ہے۔ جیسے فرمایا:

"وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا" (الفرقان: ۵۳)

یہ مستقل مسلسل جاری رہنے والا جہاد ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس جہاد کو ہمیشہ جاری رکھے۔

اپنے ہی ملک کے لوگوں کے خلاف لڑائی، اپنی حکومت کے خلاف، مصر کے خلاف، الجیریا کے خلاف جنگ، یہ تو سراسر فساد ہے۔ تم اسے جہاد کا نام کیسے دے سکتے ہو۔ یہ جہاد میری سمجھ سے تو بالا ہے جو ہر طرف کیا جارہا ہے اور جس کا کوئی انجام نہیں۔

--☆☆☆--

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت مولانا محبوب عالم صاحبؓ

حضرت مولانا محبوب عالم صاحبؓ ضلع گجرات پنجاب کے علاقہ سے کشمیر میں آئے تھے اور درس و تدریس کا مشغلہ رکھتے تھے- آپؓ وجیہہ، بارعب اور دلیر آدمی تھے- صاحب کشف و رؤیا اور مستجاب الدعوات تھے- لوگ آپؓ کو ولی اللہ کہہ کر پکارتے تھے- ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ ستمبر و اکتوبر ۹۸ء میں حضرت مولانا محبوب عالم صاحب کے ذکرِ خیر پر مشتمل ایک مضمون آپؓ کے پوتے مکرم عبدالوہاب صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

حضرت مولانا صاحبؓ کے مورث اعلیٰ حافظ صدرالدینؒ ہندوستان کے مشہور گدی نشین صوفیا میں سے تھے- وہ دہلی سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پنجاب آئے اور گجرات میں آباد ہو کر وہیں وفات پائی- آپؒ کی اولاد علاقہ کے رؤسا میں سے اور گدی نشین تھی- حضرت مولانا محبوب عالم صاحبؓ اندازاً ۱۸۵۰ء میں حضرت میاں شرف الدینؒ کے ہاں پیدا ہوئے- آپؓ نے اپنے والد کی زیر ہدایت تحصیل علم کے لئے سہارنپور، لکھنؤ اور دہلی کے لمبے سفر اختیار کئے اور اس دوران فاقے اٹھائے لیکن دست سوال دراز نہ کیا- آپؓ کی قابلیت اس قدر مسلّم تھی کہ کئی معاملات میں عدالتوں کے جج بھی آپؓ سے فیصلہ کرواتے رہے اور آپؓ کا فیصلہ فریقین بھی بشاشت قلبی سے قبول کرتے تھے- آپؓ نے ۱۸۷۵ء میں کشمیر کا سیاحتی سفر کیا تو یہاں مسلمانوں کے حالات دیکھ کر آپؓ کا دل بہت دکھا اور آپؓ نے یہ علاقہ اشاعت اسلام کے لئے چُن لیا اور یہی اپنی زندگی کا مقصد بنالیا-

حضرت مولانا صاحبؓ کی شادی ایک نہایت عابدہ، زاہدہ اور پارسا خاتون حضرت سارا بی بی صاحبہؓ سے ہوئی جنہیں اپنے بیگانے سب ہی "اماں جی" کہہ کر پکارتے تھے- آپؓ کو قرآن کریم سے اتنی محبت تھی کہ نکاح کے وقت آپؓ کی خواہش پر ہی یہ مہر رکھا گیا کہ جب تک زندہ رہیں گی حضرت مولاناؓ آپؓ کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہیں گے- آپؓ کو خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بہت محبت تھی اور حضرت مصلح موعودؓ کی شان میں کئی نظمیں بھی آپؓ نے رقم فرمائیں-

حضرت مولانا محبوب عالم صاحبؓ حالاتِ زمانہ پر نظر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ زمانہ مصلح ربّانی کا متقاضی ہے- اللہ تعالیٰ نے بہت سے رؤیا و کشوف میں آپؓ پر منکشف کر دیا کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے- چنانچہ آپؓ تلاشِ حق میں پاپیادہ کشمیر سے جہلم پہنچے اور اپنے استاد حضرت احمد دین صاحبؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ سے ملاقات کر کے کہا کہ آپؓ نے بیعت عجلت میں کی ہے، حدیث کی علامات کے مطابق پرکھ کر اکٹھے قدم اٹھاتے- انہوں نے جواباً فرمایا کہ ہم تو بیعت کر چکے ہیں، آپ جس طرح چاہیں پرکھ لیں- چنانچہ حضرت مولانا صاحبؓ ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعودؑ سے مناظرہ کی نیت لے کر لاہور پہنچے جہاں حضورؑ قیام فرما تھے- مولویوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر رکھا تھا- آپؓ نے سوچا کہ حدیث میں ایک علامت مولویوں کی مخالفت اور انکار بھی بیان ہوئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے مدعی سچا ہی ہو- پھر آپؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور روایت "لکنت اور ران پر ہاتھ مارنا" کو درست پایا چنانچہ اس یقین کے ساتھ کہ یہ نورانی چہرہ یقیناً سچوں کا ہی ہو سکتا ہے، آپؓ نے مناظرہ کا ارادہ ترک کر دیا اور جونہی حضرت اقدسؑ نے گفتگو ختم فرمائی، آپؓ کے صبر و ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور تڑپ کر حضورؑ کے قدموں میں جا پڑے، آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ہچکی بندھی ہوئی تھی- ذرا قرار آیا تو بے اختیار عرض کی "اے خدا کے برحق امام مہدی میں خاکپائے محمدؐ کشمیر کے بلند و بالا پہاڑوں کو پھلانگتا ہوا اور گاہے پہاڑی سفروں کی تھکان کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا آیا ہوں اور اے امام ذی شان میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں"-

حضرت مسیح موعودؑ نے ریاست کشمیر میں آباد آپکے شاگردوں اور مریدوں کو تبلیغ کا کام سپرد کیا- اس ارشاد کے بعد آپؓ نے اپنے وطن (گجرات) کا خیال بالکل دل سے نکال دیا اور کشمیر سے صرف جلسہ سالانہ پر قادیان آتے اور پھر واپس جاکر اشاعت اسلام میں مصروف ہو جاتے- سب سے پہلے آپؓ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو سمجھانے کے لئے تمہید باندھی لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور بار بار یہی پوچھا کہ کیا آپؓ نے بیعت کر لی ہے- جب آپؓ نے "ہاں" میں جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے دلائل کی ضرورت نہیں، میں پورے طور پر آپؓ کے ساتھ ہوں...... بعض رؤیا کے ذریعے میرے خدا نے مجھ پر پہلے ہی امام مہدی کی آمد و صداقت منکشف کر دی ہے-

جلد ہی حضرت مولانا صاحبؓ کے دیگر عزیز بھی احمدی ہوگئے اور پھر ہر طبقہ اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے چلے گئے اور بہت سوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دستی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا- ایسے ہی ایک حضرت قاضی فیروزالدین صاحبؓ کو دمہ کی بیماری تھی جو حضور علیہ السلام کی دعا سے ہمیشہ کے لئے دور ہو گئی-

حضرت مولانا صاحبؓ کے شاگردوں میں سے ایک حصہ نے مخالفت اختیار کی اور اس میں حد کر دی- کفر کا فتویٰ لگا، بائیکاٹ کیا گیا، گالیاں دی گئیں، پتھراؤ کیا گیا- کوٹلی کی ایک مسجد سے دھکے دے کر باہر نکال دیئے گئے اور رات بھر ایک چبوترے پر سجدہ ریز ہو کر دعاؤں میں گزار دی- پَن چکیوں پر آٹا پیسنے اور چشموں سے پانی لینے سے بھی روک دیا گیا اور پھر اُس بستی سے جس میں آپؓ قیام فرما تھے نہایت اذیّت سے نکال دیا گیا- اگلی بستی میں بھی ویسا ہی سلوک ہوا لیکن یہ طوفان آپؓ کی راہ نہ روک سکے چنانچہ کوٹلی، میرپور اور پونچھ کے اضلاع میں متعدد بڑی بڑی جماعتیں آپؓ کے ذریعہ سے قائم ہوئیں- اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھ پر کئی نشانات بھی ظاہر فرمائے-

مکرم حاجی امیر عالم صاحب سابق امیر علاقہ آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضرت مولانا محبوب عالم صاحبؓ کو مَیں نے کوٹلی محلّہ بلیاہ کی مسجد میں نماز ادا کرنے پر دھکے دے کر باہر نکالا، مسجد دھوئی اور خوب گالیاں دیں- آپؓ نے فرمایا "امیر عالم آپ احمدی ہوگئے ہیں"- اس پر مجھے بہت طیش آیا اور جو منہ میں آیا کہہ ڈالا...... لیکن آپؓ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آسمان پر قبول ہوگئے اور آخر مجھے قبول احمدیت کی توفیق عطا ہوئی-

مکرم مولوی امام الدین صاحب سابق صدر گوئی کا بیان ہے کہ مَیں چھ سات سال تک گونگا تھا- میرے والد صاحب نے حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں عرض کیا جس پر آپؓ نے فرمایا "اپنا منہ کھولو"- مَیں نے منہ کھولا تو آپؓ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اپنا لعاب دہن میری زبان پر لگایا اور فرمایا کہ "اب یہ بچہ خوب بولے گا"- چنانچہ معجزانہ طور پر میرا گونگا پن اُسی وقت سے دور ہو گیا اور بعد میں مجھے کئی مجمعوں میں نہایت کامیابی سے خطاب کرنے کا موقع بھی ملتا رہا-

حضرت مولوی صاحبؓ جب بھی کسی نئی بستی میں دعوت الی اللہ کے لئے پہنچتے تو ایک چشمہ کے کنارے کسی درخت کے سائے میں چبوترہ بنا کر قیام فرما ہوتے- ایک جگہ ایک شخص کو طیش آیا تو اُس نے درخت پر چڑھ کر کلہاڑی سے درخت کی شاخیں کاٹ دیں- آپؓ نے بڑے جلال میں فرمایا "تم درخت کی ٹہنیاں کیا کاٹو گے، خدا کی قہری تجلّی نے تمہیں کاٹ دیا ہے"- یہ سنتے ہی وہ شخص کانپ کر نیچے گرا اور اوپر سے کلہاڑی اُس کے سر پر گری اور اس طرح وہ اپنی ہلاکت سے صداقت احمدیت کا نشان پیچھے چھوڑ گیا-

علاقہ گوئی کے بینساں نامی موضع میں ایک راجو بانیاں نامی شخص رہتا تھا- وہ مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے علاقہ کا راجہ کہلاتا تھا- اُس کے محل سے کچھ ہی فاصلہ پر ایک چشمے کے کنارے پر حضرت مولانا صاحبؓ قیام فرما تھے- راجو آپؓ کو سخت ستاتا اور حضرت اقدس علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتا- ایک دن کہنے لگا کہ تمہاری عبادت سے ہمارے آرام میں خلل آتا ہے اس لئے فوراً کہیں اور چلے جاؤ ورنہ صفحۂ ہستی سے مٹا دوں گا- آپؓ نے پوچھا "راجو! تم میں طاقت ہے؟"- وہ بولا مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ان درختوں کو اکھیڑ کر جڑیں آسمان کی طرف اور شاخیں زمین میں پیوست کر دوں- آپؓ نے فرمایا "جاؤ تمہاری جڑیں اکھڑ گئیں اب کوئی طاقت تمہیں ہلاکت سے بچا نہ سکے گی اور یہ درخت ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب ہوگئے"- چنانچہ ایسا ہی ہوا اور راجو جلد ہی نہایت عذاب کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا اور اُس کی اولاد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور وہ آج بھی اس نشان پر گواہ ہے- اسی طرح وہ درخت ایک صدی گزرنے پر بھی ہرے بھرے ہیں بلکہ ایک درخت جو اُس وقت سوکھ چکا تھا وہ بھی دوبارہ زندہ ہوا اور اُس میں سے نئی شاخیں پھوٹیں-

موضع برموچ کے چودھری اللہ دتہ نے (جن کا بھائی احمدی ہو چکا تھا) حضرت مولوی صاحبؓ سے درخواست کی کہ اُس کا ایک مکان لے لیں اور اُس کے بچوں کو قرآن کریم پڑھا دیں- آپؓ نے اُسے مکان کی قیمت عطا کی اور بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا- چند ہی ماہ بعد اُس نے آپؓ کو چھ ماہ میں مکان خالی کرنے کا نوٹس دیا- آپؓ نے فرمایا کہ اگرچہ میں اس کی قیمت دے چکا ہوں لیکن مجھے ان چیزوں کی پرواہ نہیں- ہاں جس کام کے لئے یہاں ٹھہرا ہوں، وہ پورا ہونے دو- لیکن وہ کسی کے

باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

۲۱ر اکتوبر ۹۸ء کو ریکارڈ کی جانے والی اردو کلاس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محبوب عالم صاحبؓ کے بعض اعجازی واقعات بیان فرمائے اور اس سلسلہ میں محترم مولوی امام الدین صاحب کو قوّت گویائی عطا ہونے کا واقعہ بھی سنایا- نیز فرمایا کہ :-

"گوئی بھی میں پہنچا ہوں کہ اُس کنارے تک ضرور جانا ہے جہاں جماعت قائم ہوئی ہے- وہاں مولوی امام الدین صاحب کا بڑا رسوخ تھا- وہاں کافی احمدی تھے- ایک بات اُن میں جو میں نے خاص طور پر دیکھی وہ یہ کہ بولتے بہت تھے- اتنی لمبی تقریریں کرتے تھے کہ ختم ہی نہیں ہوتی تھیں- مگر واقعات بڑے مزیدار سناتے تھے- انہوں نے بولنا کس طرح شروع کیا ہے یہ واقعہ میں نے خود بھی اُن سے سنا ہوا ہے"-

اس کے بعد حضور انور نے مختصراً وہ واقعہ بیان کیا جو اوپر مضمون میں درج ہے اور پھر فرمایا کہ :-

"میں گواہ ہوں کہ وہ بہت بولے، ایسا بولے کہ بڑے بڑے مجمعوں میں خطاب کیا- دعوت الی اللہ بہت کیا کرتے تھے- سارے علاقے میں مولوی امام الدین صاحب نے احمدیت پھیلائی تھی"-

MTV Muslim
AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

09/04/99 - 15/04/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 9th April 1999
22 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.17 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 91 Rec: 19.10.95 (R)
02.05	Moshaira: In memory of Abaidullah Aleem
03.05	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.20	Learning Arabic: Lesson No.35 (R)
04.35	Homeopathy Class: Lesson No.22 Rec: 20.06.94
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Quran Pronunciation
06.55	Sarniky Programme: Tarjumatul Quran Class, Rec.14.09.94
08.00	Quiz: History of Ahmadiyyat, Pt 87 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.91 (R)
09.55	Urdu Class: With Huzoor (R)
10.50	Indonesian Service:
11.30	Bengali Service: Ameer's Address, Part 2
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.05	Friday Sermon - LIVE
14.25	Rencontre Avec Les Francophones:
15.25	Friday Sermon: Rec, 09.04.99 (R)
16.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt4
17.00	German Service: Quran und Bibel, Quiz...
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.35	Urdu Class: Lesson No.412 Rec: 30.09.98
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 92 Rec: 24.10.95
20.50	MTA Belgium: Children's Class, No.27
21.25	Medical Matters: Al-Fazl Forum, Rabwah
21.50	Friday Sermon: Rec.09.04.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 10th April 1999
23 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt 4
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 92 (R)
02.05	Friday Sermon: Rec, 09.04.99 (R)
03.10	Urdu Class: Lesson No.412 (R)
04.20	Computers for Everyone: Part 105 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Let's Learn Salat #4(R)
07.20	Mauritian Programme: Jalsa Salana 1998
08.10	Medical Matters: Al Fazl Forum (R)
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 92 (R)
09.45	Urdu Class:Lesson No.412 (R)
10.55	Indonesian Service: Children's Corner, Nazm, Cooking.
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No. 18
13.05	Interview: with Saqib Zervi Sahib, Part 4
13.45	Special: Waqfeen e Nau Outing
14.10	Bengali Service: Institution of Khilafat,...
15.10	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 10.04.99
16.15	Children's Corner: Quran Quiz Pt45
16.30	Hikayate Shereen: Story No. 3
16.45	German Service: Schule und Dann, Nazm Rush Rush, More......
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: Lesson No.413 Rec: 02.10.98
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.93 Rec: 25.10.95
20.35	Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.36
21.05	Q/A With Huzoor: from London Rec:01.03.98, Part 1
22.30	Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.35	Learning Danish: Lesson No.18 (R)

Sunday 11th April 1999
24 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
01.05	Children's Corner: Quran Quiz, No.45 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.93(R)
02.20	Interview of Saqib Zervi Sahib Part 4 (R)
03.05	Urdu Class: Lesson No. 413 (R)
04.15	Hikayat-e-Sherreen: Story No. 3
04.25	Learning Danish: Lesson No. 18 (R)
04.50	Children's Class(new): (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.05	Children's Corner: Quran Quiz, Part 45(R)
07.20	Majlis-e-Irfan: From London Rec: 01.03.98 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.93 (R)
09.45	Urdu Class: Lesson No.413 (R)
10.55	Indonesian Service: Homeopathic, ...
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 120
13.10	Friday Sermon: Rec: 09.04.99
14.15	Bengali Service: Divine Khilafat and our duties, Views of MTA Bengali Service.
15.15	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor Rec. 01.10.95, Part 2
16.15	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog. Jalsa Seerat un Nabi, Karachi, Part 1
16.50	German Service: Buch Gottes, Puppentheatre, More.....
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.40	Urdu Class: Lesson No. 414 Rec: 31.10.98
20.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.94 Rec: 26.10.95
21.05	Albanian Programme No. 8
21.40	Dars ul Quran: No.4, Rec: 24.12.98
23.10	Mulaqat With Huzoor (R)

Monday 12th April 1999
25 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Jalsa
01.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 94(R)
02.40	MTA USA : Speech by Professor R. Touner Islam and Ahmadiyyat in America
03.25	Urdu Class: Lesson No. 414 (R)
04.35	Learning Chinese: Lesson No. 120
05.10	Mulaqat With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau (R)
07.10	Dars ul Quran: Lesson No. 4(R)
08.35	Liqa Ma'al Arab Session No. 94 (R)
09.45	Urdu Class: No. 414 (R)
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon Rec: 22.01.99
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Norwegian: Lesson No.10
13.05	MTA Sports: Kabadi Semi Final Gujranwallah V Hyderabad
13.50	Bengali Service: Lecture competition
14.50	Homeopathy Class: Lesson No. 23
16.00	Children's Corner: Work Shop No. 17
16.25	Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog..
16.55	German Service: MTA Special, Nazm,....
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No. 415 Rec. 07.10.95
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.95 Rec: 31.10.95
20.45	Turkish Prog: Truth of Imam Mahdi
21.15	Quiz: Rohani Khazaine, Part 23
21.55	Homoeopathy Class: Lesson No.23 (R)
23.00	Learning Norwegian: Lesson No.11 (R)
23.30	Documentary: Ideal Home Exhibition, Pt2

Tuesday 12th April 1999
26 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Workshop No.17 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 95 (R)
02.15	MTA Sports: Kabadi Final Gujranwalla Vs Rabwah
03.05	Urdu Class: Lesson No.415 (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.11 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No. 23 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Workshop No. 17 (R)
07.10	Pushto Programme: Promised Messiah's love of the Holy Prophet (SAW)
07.25	Quiz: Rohani Khazaine, Part 23 (R)
08.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.95 (R)
09.05	Urdu Class: Lesson No. 415 (R)
10.20	Medical Matters 'Child Care and diet'
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French: Lesson No. 30
13.05	Friday Sermon: Rec.27.01.89
14.05	Bengali Service: Khattum un Nabiyeen
15.05	Mulaqat with Huzoor.
16.10	Children's Corner: Quran Pronunciation
16.30	Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No. 416 Rec: 09.10.99
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 96 Rec: 01.11.95
20.45	Norwegian Service: Contemporary Issues
21.25	Hamari Kaenat: No.165
21.55	Mulaqat with Huzoor (R)
23.00	Learning French: Lesson No. 30(R)
23.35	Speech: by Rana Mohammad Khan Sb

Wednesday 14th April 1999
27 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50	Children's Corner: Quran Pronunciation
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 96
02.10	Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
02.40	Urdu Class: Lesson No.416 (R)
03.50	Learning French: Lesson No.30 (R)
04.20	Speech: by Rana Mohammad Khan Sb (R)
04.55	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35	Children's Corner: Quran Pronunciation
06.55	Swahili Service: Friday Sermon Rec: 05.04.96
07.55	Dars ul Hadith: with Swahili Translation
08.15	Hamari Kaenat: No. 165 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.96 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.416 (R)
11.00	Indonesian Service: Sinar Islam, More.....
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No. 16
13.10	Tabarukaat: Speech by Hadhrat Maulana Abu; Ata Sb, J/S Rabwah 1958
14.05	Bengali Service: F/S, Rec: 24.04.98
15.10	Mulaqat with Huzoor
16.10	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.30	Children's Corner: Extempore Speeches
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class: Lesson No. 417
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 97 Rec: 02.02.95
20.50	French Programme: Life of The Holy Prophet (SAW), Part 1
21.20	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.40	MTA Lifestyle: Shumarah No. 17
22.20	Mulaqat with Huzoor(R)
23.20	Learning German: Lesson No.16 (R)

Thursday 13th April 1999
28 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Malfoozat, News
00.55	Children's Corner: Muqabala Hifz-e-Ashaar Lesson No. 4(R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 97
02.15	Tabarrukat: Speech J/S 1958 (R)
03.10	Urdu Class: Lesson No. 417 (R)
04.15	Learning German : Lesson No.16 (R)
04.50	Mulaqat(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Muqabla Hifz-e-Ashaar
07.05	Sindhi Program: Friday Sermon Rec:25.04.97
08.05	MTA lifestyle: Shumurah No.17(R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 97 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No. 417(R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.36
12.55	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec:18.07.86
14.05	Bengali Service: Mulaqat
15.05	Homoeopathy Class: Lesson No.24 Rec: 11.07.94
16.20	Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.19
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.20	Urdu Class: Lesson No.418
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 98
20.30	MTA Swedish: Meeting with Dr. Sadiqa
21.00	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 88
22.00	Homoeopathy Class: Lesson No.24 (R)
23.10	Learning Arabic: Lesson No.36
23.30	Speech:Khuddam ul Ahmadiyyat Sargodah

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, April 9, 1999 | Issue No. 15

گوشت اور خون سچی قربانی تبھی بنے گی اگر دلوں کی پاکیزگی ساتھ ہو- قربانی جب پیش کی جاتی ہے تو قُرب الٰہی کیلئے پیش کی جاتی ہے اور اسے قبول کرنے میں خدا کوئی دیر نہیں کرتا

(بیت الفتوح (مارڈن- لندن) میں احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کا نماز عیدالاضحیہ کے لئے مرکزی اجتماع)

برطانیہ اور یورپ کے ممالک میں احمدی مسلمانوں نے عیدالاضحیہ کی تقریب مورخہ ۲۸؍مارچ ۱۹۹۹ء بروز اتوار پوری اسلامی روایات اور احترام و عقیدت کے ساتھ منائی- برطانیہ میں نماز عید کا مرکزی اجتماع مجوزہ مسجد بیت الفتوح کی جگہ پر منعقد ہوا جہاں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عید پڑھانے کے بعد ایک جامع اور ایمان افروز خطبہ عید ارشاد فرمایا اور دعا کروائی- لندن کے علاوہ دیگر بڑی بڑی جماعتوں برمنگھم، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ اور گلاسگو وغیرہ نے مقامی طور پر نماز عید کی ادائیگی کا انتظام کیا-

یہ پہلا موقع تھا کہ برطانیہ میں نماز عید کا مرکزی اجتماع اسلام آباد (ٹلفورڈ) کی بجائے عنقریب تعمیر ہونے والی مسجد بیت الفتوح (مارڈن، لندن) کی جگہ پر منعقد ہوا- مسجد کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال شروع ہو جائے گا- تاہم اس عظیم منصوبہ کے پہلے مرحلہ کی تکمیل کے بعد اس جگہ متعدد وسیع و عریض ہال تیار ہو چکے ہیں جن میں ہزاروں افراد بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن پارکنگ کے لئے بیت الفتوح میں گنجائش محدود ہونے کی وجہ سے تین قریبی جگہوں پر انتظام کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کافی ثابت ہوا-

۲۸؍مارچ کی صبح چاق و چوبند خدام اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر ہو گئے- لندن اور مضافاتی علاقوں کے علاوہ بعض دُور کے مقامات سے بھی احمدی احباب کشاں کشاں بیت الفتوح پہنچنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وسیع و عریض ہال عشاقِ اسلام سے بھر گیا- ایک اندازہ کے مطابق اس تقریب میں ساڑھے آٹھ ہزار سے زائد احباب و خواتین اور بچوں نے شمولیت کی- فالحمد للہ علی ذالک-

سب لوگ سراپا انتظار بنے ہوئے تکبیرات کے ورد میں مصروف تھے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا دس بجے مقامِ عید پر تشریف لائے اور نماز عید پڑھائی- بعد ازاں حضور انور نے ایک جامع اور ایمان افروز خطبہ عید ارشاد فرمایا جو کم و بیش چالیس منٹ تک جاری رہا- اس خطبہ میں حضور انور نے عیدالاضحیہ کی مناسبت سے قربانی کے فلسفہ پر روشنی ڈالی- قربانی کے بارہ میں غیر مسلموں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھی حضور انور نے تفصیلی جواب دیا اور قربانی کی عظمت کو اجاگر فرمایا-

آپ نے فرمایا کہ قربانی دراصل قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور قربانی سچی ہو تو یہ بلا تاخیر انسان کو قرب الٰہی کی نعمت عطا فرما دیتی ہے- احادیث نبویہ کے حوالہ سے آپ نے آنحضرت ﷺ کے قربانی کرنے کے طریق کی وضاحت فرمائی اور ان ہدایات کا ذکر فرمایا جو اس موقع پر مدنظر رکھی جانی ضروری ہیں- آنحضرت ﷺ کی قربانی کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپؐ نے نہ صرف اپنی طرف سے عید کے مواقع پر قربانی پیش فرمائی بلکہ اپنی امت کے افراد کی طرف سے بھی ہمیشہ قربانی پیش فرماتے رہے- یہ امر آپؐ کی عظمت اور شفقت کا آئینہ دار ہے- حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایمان افروز اقتباسات بھی پیش فرمائے اور ان میں بیان فرمودہ اہم نصائح کی تشریح فرمائی- خطبہ کے آخر میں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور بعد ازاں اپنے پیغام میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے سب افراد کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک کا تحفہ عطا فرمایا-

موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا تھا جس نے اس مبارک دن کی خوشیوں میں مزید اضافہ کر دیا اور احباب اس مبارک دن سے پوری طرح لطف اندوز ہوئے- بیت الفتوح میں نماز عید کا یہ پہلا موقع تھا اس مناسبت سے جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جملہ حاضرین کی خدمت میں خوبصورت ڈبوں اور پیکٹوں میں بند کر کے مٹھائی اور بھنا ہوا گوشت تقسیم کیا گیا- علاوہ ازیں بچوں کو پھلوں کے جوس کے ڈبے اور چاکلیٹ دیئے گئے- نیز چائے کا انتظام بھی سب کے لئے موجود تھا-

سنت ابراہیمی کی اقتداء کرتے ہوئے عیدالاضحیہ کے موقع پر برطانیہ کے متعدد احباب نے مقامی طور پر جانور کی قربانی کا اہتمام کیا-

باقی صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

مسجد بیت النصر (اوسلو- ناروے) کا سنگ بنیاد

مسجد بیت النصر کی زمین خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۹۴ء میں خریدی گئی تھی- اس کا رقبہ تقریباً ۹۵۰۰ مربع میٹر (تقریباً دو ایکڑ) ہے- یہ زمین شہر کے انتہائی مرکزی علاقے فوروست (Furuset) میں عین موٹروے کے اوپر واقع ہے- اسی موٹر وے (E6) پر بننے والے نئے ایئرپورٹ کی وجہ سے اس کی اہمیت غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے- یہ ایسی مرکزی جگہ ہے کہ اوسلو کے ہر علاقے کے لئے یہاں سے بس اور انڈر گراؤنڈ کی سہولت موجود ہے- ہماری موجودہ مسجد نور سے اس جگہ کا فاصلہ تقریباً ۱۵؍کلو میٹر ہے- مسجد بیت النصر میں تقریباً سترہ سو نمازیوں کی گنجائش ہو گی- مسجد کے علاوہ اس عمارت میں Multipurposé ہال، ذیلی تنظیموں کے دفاتر، نمائش، لائبریری، مشنری ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، MTA سٹوڈیو اور ٹی-وی اسلام احمدیہ اور ریڈیو اسلام احمدیہ کے سٹوڈیو شامل ہوں گے- یہ مسجد سکنڈے نیویا کے ممالک میں سب سے بڑی مسجد ہو گی- اس کا نقشہ جماعت احمدیہ کے مرکزی محکمہ تعمیرات کے انچارج مکرم و محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے تیار کیا ہے-

شروع میں بعض لوگوں کی طرف سے اس زمین پر مسجد تعمیر کرنے کی مخالفت کی گئی تھی- اس مہم میں اس علاقے کے رہنے والے اور غیر احمدی مسلمان پیش پیش تھے- اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں جماعت نے علاقے کے لوگوں اور سیاستدانوں سے ملاقاتیں کیں اور جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور جماعت کے بارے میں اُن کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی کہ اس علاقہ کے میئر نے ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہم آپ کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہتے ہیں- آئیں اور جلد یہاں مسجد تعمیر کریں- مجھے امید ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر آپ مجھے بلانا نہیں بھولیں گے- منظوری کے مرحلہ پر جب یہ معاملہ شہر کی بلدیاتی کونسل کے اجلاس میں پیش کیا گیا تو اُس وقت متعلقہ کونسل کے اڑتالیس ممبر حاضر تھے- جن میں سے ۴۷ نے مسجد کے حق میں ووٹ دیا- اس طرح خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جماعت کی تائید و نصرت فرمائی-

نقشہ جات کی منظوری اور کام شروع کرنے کی اجازت:

۲۹؍جنوری ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک مکرم و محترم مبشر احمد طارق صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے احبابِ جماعت کو یہ خوشخبری سنائی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نقشہ کی منظوری اور دیگر قانونی کارروائیاں مکمل ہو چکی ہیں اور اب ہمیں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے- چنانچہ اُسی روز نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت مسجد بیت النصر کے پلاٹ پر پہنچے- مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور کھدائی کے کام کا آغاز کر دیا گیا-

تقریب سنگ بنیاد

۱۹؍مارچ ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک مکرم و محترم چودھری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے مسجد نور میں نماز جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں اس تاریخی موقع کے متعلق فرمایا کہ قوموں کی تاریخ میں بعض دن یادگار ہوتے ہیں- جماعت احمدیہ ناروے کی تاریخ میں بھی آج کا دن بہت اہم، بابرکت اور یادگار رہے گا- ہم سب کا اس عظیم کام میں شامل ہونا خوش قسمتی ہے-

نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت مسجد بیت النصر سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوئے- تقریباً ایک ماہ سے لگاتار برفباری ہو رہی تھی- مطلع ابر آلود تھا- ظاہری امکان یہی تھا کہ دوبارہ برفباری شروع ہو جائے گی- مگر آج خدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور سورج نے اپنا چہرہ دکھایا- موسم میں جو خنکی تھی وہ خوشگوار اور بھلی معلوم ہونے لگی- موسم اتنا خوشگوار ہو گیا کہ یوں لگ رہا تھا جیسے ناروے میں امسال موسم بہار جلدی آ گیا ہے- احباب جماعت کثرت سے آج کی اس بابرکت تقریب میں شمولیت کے لئے پہنچ چکے تھے- اس موقع پر جماعت احمدیہ ناروے کی دعوت پر ہمسایہ ملک سویڈن اور ڈنمارک کے امراء بھی تشریف لائے تھے-

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے

باقی صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-